



پسایے بچوں کیلئے انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کہانی

غافل دیو

جوانانہ پسریم بستی اللہ بخش

شیلے والہ تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ

منظہر کلیم ایم اے

پبلشنگ سٹال جتوئی

پہم شعلی لاسروری ایند یک سنگل جنونی
 عمارت علی مرسلو کے نال کو تھے در سلسلہ میں
 لا تہ شعلی سنگل جنونی احمد سنگل کراچی

پچھلے زمانے میں ملک دم میں ایک بہت بڑا
 سوداگر رہتا تھا جس کے سین بیٹے تھے۔ تینوں
 بڑے خوبصورت جوان تھے اور تینوں سوداگری کا
 کام کرتے تھے۔ بڑے دو بیٹے تو اپنا عیش کدوا
 کرتے تھے، مگر چھوٹا بیٹا باپ کے ساتھ دکان
 پر بیٹھا تھا اور باپ کا مال بے کر دوسرے
 ملکوں میں جاتا تھا۔ وہ بیکہ خوبصورت عقلمند
 اور ذہین تھا۔

ان کی ایک بچھا کی بیٹی تھی جو بے انتہا
 خوبصورت اور ذہین تھی۔ اس کی خوبصورتی اور
 جوانی کے وہ دور ملک چرچے تھے۔ سوداگر نے
 فیصلہ کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے بھائی کی بیٹی
 سے اپنے تینوں بیٹوں میں سے کسی ایک کی

ناشران ————— اشرف قرنی
 ————— ہفت قرنی
 ————— محمد علی
 طبع ————— نایم پائس پرنٹرز لاہور
 قیمت ————— ۵۰ روپے



شادی ضرور کرے گا۔ وہ لڑکی بھی چاہے اپنی
 کے گھر میں رہتی تھی اس نے وہ تینوں بھائیوں
 سے یکساں محبت کرتی تھی اور اس کی نظر میں
 تینوں بھائی ایک جیسے تھے۔ وہ اس سلسلے میں
 یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کہ وہ ان تینوں
 میں سے کس کے ساتھ شادی کرے اور کس
 کے ساتھ نہ کرے۔ اس نے اس نے شادی
 کا اختیار اپنے چچا یعنی اس سردار کو دے دیا
 تھا کہ وہ جس کے ساتھ چاہے اس کی شادی
 کر دے۔ سردار نے اپنے بیٹوں سے اس سلسلے
 میں مشورہ کیا تو وہ بید پریشان ہو گیا۔ کیونکہ
 ہر بھائی اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے
 کو تیار تھا۔ اور کوئی بھی اس کو چھوڑنے پر
 راضی نہیں تھا۔

بڑا بیٹا جس کا نام عادل تھا یہ دلیل دیتا
 تھا کہ چونکہ وہ سب سے بڑا ہے اس نے
 اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کرنے کا اسے
 زیادہ حق پہنچتا ہے۔ چھوٹا بیٹا جس کا نام عادل
 تھا یہ دلیل دیتا تھا کہ چونکہ اس کا کردار

سب سے زیادہ سچا ہے اور وہ ان سب
 سے زیادہ دولت مند ہے اس نے وہ اپنے
 چچا کی بیٹی سے شادی کرنے کا زیادہ مستحق
 ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی سب کی نسبت
 زیادہ محبت کر سکتا ہے۔ سب سے چھوٹا
 بیٹا جس کا نام عامر تھا اس نے شادی پر
 اصرار کرتا تھا کہ چچا کی بیٹی اس کی بہن
 تھی اور اس لحاظ سے اپنی وہ کی نسبت
 اس سے زیادہ مانوس تھی۔

ہر حال وہ تینوں اس مسئلے پر کسی صورت
 میں متفق نہیں ہوتے تھے۔ کوئی بھی اپنا حق
 چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا تھا۔ جھگڑا بڑھنے
 لگا تو سردار بید پریشان ہوا کیونکہ اس طرح
 اس کے تینوں بیٹوں کے جھگڑے سے خاندان تباہ
 ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے اس
 نے اپنی بھتیجی جس کا نام گلزار تھا سے
 مشورہ کر کے ان تینوں کے سامنے ایک
 تجویز پیش کی کہ وہ تینوں تیر کمان لے
 کر شہر سے باہر کھلے میدان میں پہلے بائیں

شادی ضرور کرے گا وہ لڑکی بھی چونکہ انہیں
کے گھر میں رہتی تھی اس لئے وہ تینوں بھائیوں
سے یکساں محبت کرتی تھی اور اس کی نظر میں
تینوں بھائی ایک جیسے تھے۔ وہ اس سلسلے میں
یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کہ وہ ان تینوں
میں سے کس کے ساتھ شادی کرے اور کس
وہ کے ساتھ نہ کرے۔ اس لئے اس نے شادی
کا اختیار اپنے چچا یعنی اس سوداگر کو دے دیا
تھا مگر وہ بھی کے ساتھ چاہے اس کی شادی
کر دے۔ سوداگر نے اپنے بیٹوں سے اس سلسلے
میں مشورہ کیا تو وہ بیحد پریشان ہو گیا۔ کیونکہ
ہر بیٹا اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے
کو تیار تھا۔ اور کوئی بھی اس کو چھوڑنے پر
غور نہیں کرتا۔

بڑا بیٹا جس کا نام ہلال تھا یہ دلیل دیتا
تھا کہ چونکہ وہ سب سے بڑا ہے اس لئے
اپنے چچا کی لڑکی سے شادی کرنے کا اسے
زیادہ حق پہنچتا ہے۔ چھوٹا بیٹا جس کا نام عاقب
تھا یہ دلیل دیتا تھا کہ چونکہ اس کا کاروبار

سب سے زیادہ کھینچا ہے اور وہ ان سب
سے زیادہ دولت مند ہے اس لئے وہ اپنے
چچا کی بیٹی سے شادی کرنے کا زیادہ حقدار
ہے۔ کیونکہ وہ اسے باقی سب کی نسبت
زیادہ محبت رکھ سکتا ہے۔ سب سے چھوٹا
بیٹا جس کا نام سامر تھا اس نے شادی پر
اصلہ کرتا تھا کہ چچا کی بیٹی اس کی بہن
یعنی اور اس لحاظ سے باقی وہ کی نسبت
اس سے زیادہ مانوس تھی۔

بہر حال وہ تینوں اس مسئلے پر کسی صورت
میں اتفاق نہیں جوتے تھے۔ کوئی بھی اپنا حق
چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ بڑے
لگا تو سوداگر بیحد پریشان ہوا کیونکہ اس طرح
اس کے تینوں بیٹوں کے جھگڑے سے خاندان تباہ
ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس
نے اپنی بھتیجی جس کا نام گلزار تھا سے
مشورہ کر کے ان تینوں کے سامنے ایک
تجویز پیش کی کہ وہ تینوں قیر کمان لے
کر شہر سے باہر کھلے میدان میں پلے جائیں

اور پھر وہ عینوں ایک جگہ کھڑے ہو کر تیر
 چلائی جس کا تیر سب سے دور جاتے گا اس
 سے گھلا کی غلطی کر دی جائے گی۔ اور
 وہ عینوں اس پر تیار ہو گئے۔ حال کو یقین تھا
 کہ وہ جیت جائے گا کیونکہ وہ بہت طاقتور
 تھا۔ اس نے سات ظاہر تھا کہ اس کا تیر سب
 سے دور جاتے گا۔ مافی کو یقین تھا کہ جیت
 اس کی جو کی کیونکہ تیر لازمی کے فن میں وہ
 باہر تھا چنانچہ اس کا تیر یقیناً سب سے
 دور جائے گا۔ اور چھوٹا بن جائے اس نے تیر
 جو گیا کیونکہ وہ اپنے بھائیوں سے پیچھے نہیں
 رہتا تھا۔

چنانچہ ایک چھٹی کا دن مقدر کر کے وہ
 صبح ہی صبح اپنی لڑائی تیر کھائی سنبھال کر
 گھر سے باہر نکل آئے۔

شیر سے باہر آکر انہوں نے ایک بڑا سا
 میدان منتخب کیا جس کے دوسرے سرے پر اونچی
 لڑکی پہاڑیاں تھیں۔ میدان کے ایک سرے پر کھڑے
 ہو کر ان عینوں نے اپنی اپنی کھائی میں تیر جڑا

ان کا والد سوداگر اور گھلا بھی ان کے ساتھ
 آتے تھے۔ والد کے اشارے پر ان عینوں نے
 گھلا کی طرف دیکھتے ہوئے پوری قوت سے تیر
 چھوڑ دیا۔

ان عینوں کے تیر کھائی سے نکل کر تیزی
 سے اڑتے ہوئے انھوں سے دور ہو گئے یقیناً
 ان عینوں نے تیر چھوڑنے میں اپنی پوری قوت
 صرف کر دی تھی اس نے تیر کافی دور جا کر
 گرے ہوں گے۔

چنانچہ وہ عینوں سوداگر اور گھلا کے ساتھ
 کر تیروں کی تلاش میں پہلے بڑے۔ ہر ایک
 کے تیر کی اپنی مخصوص نشانی تھی۔
 چلتے چلتے انہیں کافی دور پہنچی مگر وہی
 ایک انہیں کوئی تیر بھی نظر نہ آیا تھا۔ سب
 بڑے حیران تھے کہ ان کے تیر کہاں گئے کہ
 چاہے کچھ بچے مافی کا تیر ایک پودے کی
 جڑوں میں گھسا جڑا نظر آیا۔ سوداگر نے پودے
 کی جڑ سے وہ تیر نکال لیا۔ سات ظاہر تھا
 کہ گھلا جہاں اس وقت سے جڑ گیا تھا کیونکہ

اس کا تیر سب سے پہلے ہا تھا اس نے
 باتوں کے تیروں کی نصبت اس کا تیر زیادہ
 نزدیک گرا تھا۔ چنانچہ غافل کی امیدوں پر اس
 پر ٹھکری۔ اس نے ایک سست بھری نگر تھکا
 پر ڈالی اور غنڈی سانس لے کر رہ گیا۔
 اب اتنی دیر کے تیر رہ گئے تھے چنانچہ اس
 کی تلاش میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ کانی
 وہ جا کر انہیں بڑے بیٹے عادل کا تیر ایک
 درخت کی شہنی میں گھسا ہوا تھرا آ گیا۔ سو اتر
 نے وہ تیر نکال لیا۔ اس تیر کے ہاتھ ہی
 عام خوشی سے اچھلنے لگا کیونکہ اس کا تیر
 ابھی تک نہیں ہا تھا۔ اس سے سات عام
 تھا کہ اس کا تیر عادل کے تیر سے بھی دور
 آگے جا کر گرا تھا اور اس کا مطلب ہے کہ وہ
 جیت گیا اور اس کی شادی تھکا سے ہو
 گی۔ بڑے بیٹے عادل کی امیدوں پر بھی اس
 پر ٹھکری۔ اس نے بھی ایک حسرت بھری نگر
 تھکا پر ڈالی اور غنڈی سانس لے کر رہ گیا
 کہ وہ سب تیر تھے کہ عام کا تیر کیسے

ان سب سے دور جا گرا۔ کیونکہ بھاکر وہ
 اپنے دونوں بڑے بھائیوں سے گزرد تھا
 اب وہ سب عام کے تیر کی تلاش میں
 چل پڑے۔ مگر پھتے پھتے میدان ختم ہو کر پہاڑیں
 آئیں۔ مگر عام کا تیر کہیں بھی نظر نہ
 آیا۔
 آخر ایک جا کر وہ سب پہاڑیوں کے
 دامن میں بیٹھ گئے۔
 سمیرا تیر کہاں پتا گیا؟ عام نے پڑھاتے
 ہوئے حیرت بھرے بچے ہیں کہا۔
 "معلوم نہیں تم نے کہاں پھینکا ہے۔ شاید تم
 نے تیر پھینکا ہی نہ ہو اور عادل سے ساتھ دھک
 کیا ہو۔" وہ اتنا تیر کہیں نہ کہیں تو من
 جانا۔ بڑے بیٹے عادل نے غصے سے کہا۔
 "میں نے تم سب کے سامنے تیر پھینکا ہے
 تھوڑے دن ان پہاڑیوں کے اوپر گرا ہوگا۔" ہمیں
 ہر آگے جا کر نکلیں کرنا پڑیے۔ عام نے جواب
 دیا۔
 "ہم تو آگے جاتے نہیں۔ اگر نہیں شوق ہے

تو تم جا کر اپنا تیر ڈھونڈ لاؤ۔ ایسے مجھے یقین
 ہے کہ تم نے جہازے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور
 اپنا تیر نہیں پھینکا۔ اس لحاظ سے میں متاثر
 جیت گیا ہوں اور لکھنار کی شادی میرے ساتھ
 ہونی چاہیے۔ عادل نے فیصلہ کر لیا ہے میں کہا
 "نہ کیسے ہو سکتا ہے تمہارا تیر پیٹے کا ہے
 اور ہم تمہارے تیر ملنے کے بعد تمہارا خالص ملے
 کر چکے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ میرا تیر تم
 سے بہت دور جا کر رہا ہے۔ اس لئے میری
 شادی لکھنار سے ہونی چاہیے۔" عامر نے بڑے
 عینکے لیے میں جواب دیا۔

"اور پھر اس دن میں مکمل شروع ہو گئی
 جب جھگڑا کوئی بڑھ گیا تو سوداگر نے فیصلہ کیا
 اس نے عامر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عامر بیٹے تیر کا وہ شرط میں شادی تھا۔ میں
 اور ماقی دونوں کے تیر مل گئے ہیں۔ مگر تمہارا تیر
 ابھی تک نہیں ملے اس لئے جب تک تمہارا تیر
 نہ مل جاتا عادل متاثر جیت چکا ہے۔ اس کو
 تمہارا تیر مل جاتا تو یقیناً تم کامیاب قرار دیتے

جاؤ گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم خود جا
 کر اپنا تیر تلاش کرو۔ اگر کل تک تم اپنا
 تیر تلاش کر کے لے آؤ تو تمہاری شادی
 لکھنار سے کر دی جاتے گی اور اگر کل تک
 تم اپنا تیر تلاش کر کے نہ لے سکتے تو پھر
 لکھنار کی شادی عادل سے کر دی جاتے گی۔
 "مجھے منظور ہے آبا جان۔ آپ ملک واپس
 سفر جائیں۔ میں اپنا تیر تلاش کرنے جاتا ہوں
 میں کل تک یقیناً اپنا تیر تلاش کر کے لے
 آؤں گا۔" عامر نے ٹھوس ہو کر کہا۔

"بہتر یہ تیر تلاش کر کے لے آؤں گا۔ تمہارا
 تیر کہیں موجود ہوگا تو نہیں ملے گا۔ تم نے
 جہازے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور تیر کہیں غلط
 سمت میں پھینک دیا ہے تاکہ نہ تیر ملے گا
 اور نہ ہی خالصے کا اعلان ہو پاتے گا۔ اس
 تم اپنے آپ کو کامیاب ثابت کر دو گے مگر
 جب تک تم تیر نہ لے آؤ گے میں نہیں
 کامیاب نہ ہونے دوں گا۔" عادل نے غصے
 سے کہا۔ گیارہ عامر کے تیر نہ ملنے کی

۱۲
صوت میں اسے یہ امید پیدا ہو گئی تھی
کہ اس کی شادی گھر سے جو جاتے گی
میں تیرا سوا کرنے کا سہا جوں اور کچھ
شام سے پہلے پہلے تیرا کاش کر کے لے آؤں
گا۔ پھر دیکھوں گا کہ تم کیسے گھر سے شادی
کرتے ہو۔ مگر نے مضبوط ہجے میں کہا اور
پھر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ جب وہ ان کی
نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تو وہ سب واپس
گھر کو مڑ گئے۔

مگر اپنے تیر کے نہ ملنے سے بے حد پریشان
تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ حیران بھی تھا کہ
اس کا تیر آخر میں کہاں۔ اب اس بات کا
تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کا پھیرکا ہوا
تیر اتنی زیادہ دور تو کسی صورت میں نہیں
آ سکتا۔ مگر وہ حیران تھا کہ آخر وہ تیر کہاں
کس۔ اگر وہ وہ جاتا تو کم از کم وہ گھر
جیسی خوبصورت جگہ سے شادی کرنے میں تو
کامیاب ہو جاتا۔ مگر اب اسے خطرہ فتنوں پر
لگا تھا کہ اگر اس کا تیر نہ ملے گا تو اس کا
بڑا بھائی عادل گھر سے شادی کر لے گا اور
سادھی عمر تک افسوس منا رہ جائے گا۔
اسی اوجھڑائی میں چتا ہوا وہ ادھر ادھر

دیکھتا جاتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اب شام
 کا اندھیرا گہرا ہوا شروع ہو گیا تھا۔ اور
 وہ سوچ رہا تھا کہ اپنی ناکامی کا اعلان
 کرتے ہوئے وہ وہیں مگر روت جاتے۔ یا
 چر اور آگے بڑھتا جاتے اسی سوچ میں
 چلتے چلتے وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ پھر
 جیسے ہی اس نے سامنے نگاہ دوڑائی وہ
 پہاڑی کے دامن میں اسے ایک بہت بڑا قلعہ
 نظر آیا۔ جو انتہائی بڑا اور وسیع تھا اور دور
 دور تک پھیل رہا تھا۔

نامہ اس پر اسرار قلعے کو دیکھ کر حیرت سے
 رہ گیا کیونکہ اس سے پہلے وہ سیکڑوں بار
 اس پہاڑی پر آیا تھا، مگر آج تک اسے کسی
 قلعہ نظر نہیں آیا تھا اور وہ قلعہ کو بڑے
 اشتیاق اور گہری نظروں سے دیکھنے لگا اور وہ
 جیسے وہ ہر طرف اچھل پڑا کیونکہ اسے قلعہ کے
 بڑے دروازے کے قریب ایک بڑے سے چتر
 میں اپنا قیصر بنا ہوا سامن نظر آ گیا تھا۔
 وہ وہاں آگیا، اب بچے گاندھ سے شادی کرنے

سے کون روک سکتا ہے۔ میلا تیر اتنی دور تک
 آیا ہے کہ کوئی شخص اتنی دور تیر پہنچنے
 کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور اس خوشی میں وہ
 انتہائی تیزی سے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔ وہ
 بعد از چند دن تیر حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اترتے اترتے اسے خیال آیا کہ اگر وہ تیر اس
 طرح لگال کر گھر لے گیا تو اس کے بھائیوں نے
 کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کرنا کہ اس کا تیر
 اتنی دور جا سکتا ہے۔ تیر تو ایک دن رہا
 انہوں نے اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرنا کہ
 پہاڑی کے دامن میں کوئی قلعہ بھی ہے یا نہیں
 مگر اب وہ قلعے کو ٹور دیکھ رہا تھا اس نے
 سوچا کہ تیر لگانے سے پہلے وہ قلعے کے دروازے
 پر اس میں بچے والوں کو تیر وہاں لگا کر
 دکھائے گا تاکہ کل کو جب وہ اپنے بھائیوں
 اور والد کو وہاں تصویر کے سامنے تو قلعے
 میں بچے والے اس بات کی تصدیق کر سکیں کہ
 اس طرح وہ گاندھ سے شادی کرنے میں کامیاب
 ہو جائے گا۔

ای خوشی میں وہ اتنی تیزی سے پہاڑی
سے نیچے اتنا چلا آیا کہ اسے فاسے اور دقت
کا احساس بھی نہ ہوا اور بند ہی وہ تھکے
کے دروازے پر پہنچ گیا۔

تیر بہتر بہتر میں گھلا ہوا تھا مگر وہ یہ
بجکر حیران ہو گیا کہ اتنے بڑے تھکے کے گرد
ایک بھی مردانہ نظر نہیں آ رہا تھا حتیٰ کہ دروازے
پر بھی کوئی دربان نہ تھا اور دروازہ بند تھا
پہنچے تو اس کے بھی میں آئی کہ وہ اپنا
تیر نکال کر وہاں سے واپس چلا جلتے کیونکہ اسے
تھکے کی نموشی اور دیرانی کچھ پر اصرار اور خوفزدہ کہنے
والی غصہ سمجھنے کی تھی۔ مگر دوسرے لمحے اسے
لکھنے کا خیال آیا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ دیے
ہی چلا گیا تو پھر اس کے بھائیوں نے اسے پھینکا
جسٹا سمجھا ہے اور پھر جب قطعہ دار بھی اسکی
تفصیل نہیں کرے گی تو اس کے پاس اپنی بات
کی تصدیق کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہو گا۔
چنانچہ وہ بہت کچھ کے دروازے کے قریب گیا اور
اس کے بڑے سے دھنکے کے باہر گئے ہوتے

کھڑے۔ کہ دروازے سے کھٹکایا۔ اور ایک طرف ہٹ کر
کھڑا ہو گیا۔ کھڑے کی آواز وہ وہ کھٹکے سنائی
دی اور تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ بڑا سا
دروازہ آہستہ سے کھٹکا اور پھر ایک انتہائی خوبصورت
اور فوجی لڑکی باہر نکل آئی۔ وہ لباس سے کسی
بادشاہ کی عازمہ لگتی تھی۔

"جی میں تھا اس تھکے میں رہنے والوں سے
من چاہتا ہوں تاکہ انہیں اس تیر کی یہاں موجودگی
کا گواہ بنا سکوں۔" عامر نے بڑے پریشان اور گھبرائے
ہوتے بلے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اور تشریف لے جئے۔ شہزادی صاحبہ آپ کا
کافی دیر سے انتظار کر رہی ہیں۔ اس عازمہ نے
بیمہ مروتیانہ اور بالاطلاق بلے میں کہا۔

"شہزادی صاحبہ اور میرا انتظار؟" ٹھک گیا اس لمحے
میں کوئی شہزادی بھی رہتی ہے۔ مگر وہ کسی ملک
کی شہزادی ہے اور مجھے کیسے جانتی ہے اور وہ
میرا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ عامر نے اور زیادہ
گھبرائے ہوئے کہا۔

جی ہکا بکا رہ گیا۔ واقعی شہزادی بیہوش
 اور خوبصورت تھی۔ عامر اپنی خوبصورت لڑکی کا
 قصہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ گھار کو حضور
 بھول گیا تھا۔ گھار تو اس شہزادی کے
 مقابلے میں کسی لالا سے بھی خوبصورت نہیں
 کہلاتی، جا سکتی تھی۔

شہزادی بڑے ہوشیار انداز میں سخت پرہیز
 تھی۔ اور اس کے اور گرد خوبصورت لباسوں
 میں جہوس ہیں پچیس کنیزی سوت پیمنی جی
 کنیزی جی بیہوش خوبصورت تھی مگر شہزادی کے
 ساتھ اس کا حسن اسکی پٹیکا پڑا ہوا تھا
 جیسے چاند کے ساتھ ستاروں کا حسن ماند نہ
 جاتا ہے۔

جیسے ہی عامر اندر داخل ہوا شہزادی نے
 ٹھٹھکی اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر اس کے
 خوبصورت لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی
 دوسرے دن اس کے گلاب کی پھلڑیوں جیسے
 ہونٹ کھلے اور پھر اس نے عامر سے کہا
 "آئیے تشریف لے جائے ہم کبھی وہاں سے

کہ منتظر کر رہے تھے۔ اس کی آواز سے کہ عامر
 کہ وہ عسوں ہوا جیسے وہ گھیس مند میں جھپٹ
 کی گھنٹیاں بجی ہوں۔ شہزادی کی آواز بھی جھپٹ
 اور سہٹی تھی۔ ایسا عسوں ہوتا تھا جیسے ہونٹ
 ہونے اس کے منہ سے لفظ نکلتے کے بجائے
 بھول جھڑ رہے ہوں۔

جیسے ہی شہزادی نے یہ اظہار کیے اس کی
 تمام کنیزی خادمچی سے اٹھیں اور پھر جنگ کر
 آداب بجا لائیں اور باری باری باہر نکلی گئیں
 اب وہاں شہزادی اور عامر ایکے رہ گئے تھے۔
 آئیے تشریف رکھتے آپ کھڑے کیوں ہیں
 شہزادی نے مسکراتے ہوئے اسے سخت پرہیز کھینے کا
 اور عامر جو اب تک حیرت کے عالم میں کھڑا
 تھا خادمچی سے ہوتا ہوا سخت کے قریب آیا
 اور پھر شہزادی نے اس کو ہاتھ پکڑ کر وہیں
 سخت پرہیز بجا دیا۔

جیسے ہی شہزادی نے عامر کا ہاتھ پکڑا۔ عامر
 کہ خوش آگیا۔ وہ چٹک چڑا اور پھر اس نے
 شہزادی سے پوچھا۔

آپ قرین قرے آیتے آپ کو سب کے معلوم
 ہو جاتے گا۔ مازر نے دوبارہ متواہد بھیجے
 بلکہ کر کہا اور پھر وہیں فر گئی۔
 مارنے کے لیے دیکھتے ہوئے کندھے پہنچے اور
 پھر جوت کے دلم میں اس کے پیچھے پیچھے پہنچے
 گا۔ جیسے کہ دیکھ سکا ہو۔
 پھر جیسے ہی وہ تھکے کے اندر داخل ہوا
 اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ سہل
 بھی نہیں سکتا تھا کہ باہر سے دیران قلہ اندر
 سے آتا خوبصورت بھی ہو سکتا ہے۔ اندر بستی
 باغ اور فارے تھے جن میں سے سات رنگ
 کا پانی نکل رہا تھا اور ایک ہی جگہ سے سر
 رنگ کی وحش ایک وقت پلڑہ پلڑہ نکل رہی
 تھی۔ یہ انتہائی خوبصورت نگارہ تھا۔ مار نے وہاں
 ایسے اسے خوبصورت چہرہ دیکھے جو اس نے آج
 تک زندگی میں نہ کبھی دیکھے تھے اور نہ سنے تھے
 ہر طرف ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے اس
 قلعے میں قریہ قال یا ہو۔ درمیان میں بنی ہوئی
 روشن پر سرخ رنگ کے خوبصورت پتھر پکے ہوئے

تھے۔ اور گرد موجود گہری سبز گیس کی وجہ سے بہت
 خوبصورت معلوم ہو رہے تھے۔
 حار کے پیچھے پہنچتے پہنچتے وہ ایک بہت بڑے
 پلاٹے میں پہنچ گیا۔ اور پھر حار اسے ایک
 کمرے میں پہنچا بھی گئی۔ وہ کچھ کمرے میں سے
 گزرنے کے بعد حار جیسے ہی ایک کمرے میں داخل
 ہوا وہ غصہ کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ کمرہ اتنی
 خوبصورتی سے سجایا ہوا تھا کہ حار اسے دیکھتا ہی
 رہ گیا۔ دیا ہر کا خوبصورت قرین ساہاں وہاں
 موجود تھا۔ اور درمیان میں ایک انتہائی خوبصورت
 بے پناہے مور کی شکل کا خالص سونے کا بنا
 ہوا تخت بچھا ہوا تھا جس پر ہرے موتی، نعم
 نند اور چھانے لکرن کوئے رنگ بھرے اور آفتابی
 قیمتی پتھر جوتے ہوئے تھے۔
 تخت کے اوپر ایک انتہائی خوبصورت اور نرہاں
 دھکی بیٹھی ہوئی تھی جو ندرت جاس میں مزاد
 تھا اور سر پر خالص سونے کا بڑا خوبصورت تاج
 پہنے ہوئے تھی اور تاج کے اوپر انتہائی خوبصورت
 ہر جہاں ہوا تھا۔ حار شہزادی پر ایک نظر ڈالتے

ہی ہکا بکا رہ گیا۔ واقعی شہزادی بیہوش
 ہو کر ہوتی تھی۔ عام آہنی خوبصورت لڑکی
 جس کی ہڈیوں کو سنا تھا۔ وہ گھوڑے کے
 چوڑے گالوں پر آویزاں تھی اس شہزادی کے
 مقابلے میں کسی کالا سے بھی خوبصورت نہیں
 کہلاتی۔ ہاں سکتی تھی۔

شہزادی بڑے ہوشیار انداز میں تخت پر بیٹھ
 تھی۔ اور اس کے ارد گرد خوبصورت لباسوں
 میں ملبوس بیس بیچیں گینزی سوڈا بیٹھی تھیں
 گینزی بھی بیہوش خوبصورت تھیں مگر شہزادی کے
 سامنے ان کا حسن بالکل پھیکا پڑا ہوا تھا
 جیسے چاند کے سامنے ستاروں کا حسن مائل
 جاتا ہے۔

جیسے ہی عام اندر داخل ہوا شہزادی نے
 نگاہیں اٹھ کر اسے دیکھا اور پھر اس کے
 خوبصورت لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ہونے لگی
 دوسرے لمحے اس کے گلاب کی پھلڑیوں جیسے
 ہونٹ کھلے اور پھر اس نے عام سے کہا
 آئیے تشریف لے جائے ہم کبھی وہاں سے

کہ انتظار کر رہے تھے۔ اس کی آواز سے کہ عام
 کہ وہاں عموں ہوا جیسے وہ کہیں عتد میں بیٹھی
 کی قمیضیں ہلکی ہوں۔ شہزادی کی آواز بھی بیٹھی
 اور سنی تھی۔ ایسا عموں ہوتا تھا جیسے ہوتے
 ہوتے اس کے منہ سے لفظ نکلنے کے بجائے
 پھول جڑ رہے ہوں۔

جیسے ہی شہزادی نے یہ افلاک کے اس کی
 تمام گینزی خاصوٹی سے اٹھیں اور پھر بجاک کر
 آداب بجا لائیں اور باری باری باہر نکل گئیں
 اب وہاں شہزادی اور عام ایکے رو گئے تھے۔
 آئیے تشریف رکھتے آپ کھڑے کیوں ہیں
 شہزادی نے مسکراتے ہوئے اسے تخت پر بیٹھنے کہنے کہا
 اور عام جو اب تک بیٹھ کے عام میں کھڑا
 تھا خاصوٹی سے چٹا ہوا تخت کے قریب آیا
 اور پھر شہزادی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر وہیں
 تخت پر اسے بٹھا دیا۔

جیسے ہی شہزادی نے عام کا ہاتھ پکڑا عام
 کہ خوش آگیا۔ وہ چمک چڑا اور پھر اس نے
 شہزادی سے پوچھا۔

شرعی گمانی صاف کیا تب اپنا شادی کرانیں گی۔
 وہ آپ اپنے اس فرتے کا مطلب بکھریں گی۔ کہ
 آپ میرا کتنی دیر سے انتظار کر رہی ہیں۔ جب کہ
 میں آپ کو جانا ہی نہیں۔

میرے قلم کتنے بھولے اور غمگین ہوتے جو۔ میں دماغ
 کو قاف کی شرابی بنا کر عالم ہوں۔ میں اپنے ماں
 باپ کی انگوٹی بٹلی ہوں اور وہ مجھ سے ہمہ پیار
 کرتے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ کبھی کسی تعاقب
 کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو تم مجھے مت پسند
 آتے۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اگر شادی
 کروں گی تو تم سے ہی کروں گی۔ میں نے اپنے
 فیصلے کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ مگر میری توقع
 کے عین مطابق کہ قاف میں زلزلے کی سی کیفیت
 پیدا ہو گئی۔ میرے ماں باپ میرے عزیز رشتہ دار
 سب مجھ سے ناراض ہو گئے۔ کیونکہ ہماری ماں
 کسی آدمی سے شادی کا تعین نہیں ہے۔ مگر
 میں شادی کی حق اس نے اپنی ضد پر ڈال گئی۔ میں
 تو میرے ماں باپ مجھ سے سخت ہمدرد رہے مگر
 آخر انہوں نے میری ضد کے آگے ہتھیار ڈال دیے

ان کو منانے میں میرے چچا ٹالان دیا کہ بڑا آدمی
 تھا۔ شرابی نے اسے انھیں بھگتے ہوئے کہا۔
 "ٹالان دیا بڑا خونخوار آدمی ہے"۔ عامر نے غم کے
 اسے بھر جبری لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹالان دیا دیوان کی فرج کا سپاہدار ہے
 اور بادشاہ کے بعد وہ سب سے بہادر ہے۔ وہ مجھے
 پسند کرتا ہے اور اس نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح
 دلا ہے اس نے اس کے سببانے پر میرے والد
 رقم خرچ کئے اور انہوں نے مجھے تم سے شادی کرنے
 کی اجازت دے دی۔ مگر اس کے بے تین شیشیں
 لگا دیں۔ ایک تو یہ کہ شادی کے بعد میں کوہ قاف
 میں داخل نہیں ہو سکتی بلکہ ہماری دنیا میں سدا
 عمر گزاروں گی۔ میرے چچا نے اس شرط کو تسلیم
 کرتے ہوئے یہاں پہنچی کے دامن میں مجھے پیوست
 عقد بڑا دیا ہے اور میں کوہ قاف سے نکل کر اس
 قلعے میں آ گئی۔"

دوسری شرط یہ تھی کہ ہمیں یہ بھی گمانی ہے کہ
 وہ یہ کہ تم ٹالان دیا کو منانے میں شکست دید

شادی بھاری کا تمام کوہ تان پر سکو ہم جاتے اور
کوئی دیو یہ نہ کہ سکے کو کوہ تان کے بادشاہ
کا داد بھاد نہیں ہے۔ ناٹان دیو نے بادشاہ کو
بھید سمجھا مگر بادشاہ اپنی غلط پر از گیا: شہزادی
نے اسے دوسری شرط کے متعلق بتگائے جوتے کہا
"مگر میں ایک دیو سے کیسے لڑ سکتا ہوں۔ وہ
مگر وہ انسانی شکل میں آ جاتے تو میں اس سے
لڑنے پر تیار ہوں۔" مامرنے پہنچاتے جوتے کہا
"بھئی شرط یہی ہے کہ تم اس سے اسی حالت میں
لڑو گے جس حالت میں وہ ہے یہی دیو کی صورت
میں؟" شہزادی نے سنبھری سے جواب دیا۔

"تو بڑا حشمتی ہے میں نے تمہارے چچا سے
پوچھ کر نہیں تھا۔" تمہارے والد نے یہ شرط جان
بوجھ کر رکھی ہے تاکہ میں دیو کے ہاتھوں مارا
جاؤں اور اس طرح مہادی فکری بل سے نہ جوسکتے
مامرنے اسے سمجھایا۔

"جو سکتا ہے ان کا بھی خیال ہو۔ مگر مجھے پورا
یقین ہے کہ اگر تم جیت کر تو پہچاننا دیو
کو پہچان سکتے ہو۔" شہزادی نے اس کے کاغذ پر

دیا رکھتے جوتے کہا۔
"مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ جہاں جہاں میں اور کہاں
ایک دیو۔ اور پھر دیو کی وہ جو کوہ تان میں
سب سے بلند اور طاقتور ہے۔" مامر ایکی تک
پہنچا رہا تھا۔

"کیا تم میری خاطر اتنی نہیں کر سکتے؟" شہزادی
نے مامر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑے
مینے مینے میں کہا۔ "جبکہ میں نے شادی خاطر اپنے
میں باپ کی ہرمانگی مول لی کوہ تان چھوڑنے
پر رضامند ہو گئی۔"

اور اس سے نظریا ملنے ہی اور اس کا نگاہت
کا بوجھ سننے ہی مامر مہم کی طرح پہنچ گیا
وہ بھی شہزادی کو ایک نظر دیکھتے ہی دل سے
پہنچا تھا۔ اسے گھبراہ و دیر سب بھول گئے تھے۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے شہزادی کو تم جیسی مہم
صورت سے میری شادی ہوگی اور تم نے میری خاطر
اپنی تنکینیں ہر دانت کی ہیں۔ مجھے تم سے شادی
کے لئے سر شرم منظور ہے۔ میں تمہارے لئے
اپنی جان تک قربان کر سکتا ہوں۔ میں ناٹان دیو

سے غدار لڑاؤں کا چاہے اس لڑائی کا نتیجہ کیا
 بھی کیوں نہ ہو۔ میں شہد کی بات کسی حالت میں
 بھی نہیں کہیں سکتا۔ نامہ نے جیل کی بیچ میں کہ
 میرے محبوب نامہ تم کو اپنے لیے یقین
 ہے کہ تم یقیناً جو ناکان دیو کو مقابلے میں
 شکست دے دو گے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ غدار
 قتال نے دنیا کی ہر مخلوق سے آدم زلوٹوں کو
 زیادہ عقل بخشی ہے اس لیے میں آدم زاد سے
 شہد کی کہنے پر مسرور ہوتی ہوں میری اطلاع
 ذہنی اور خوبصورت ہو۔ شہزادی نے بڑے بڑے
 بچے میں کہا۔

اور نامہ کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ جنت
 میں آ گیا ہو اور ساتھ جنت کی کوئی خوش
 معنی اس سے پیار بھری باتیں کر رہی ہو۔ وہ
 شہزادی بہادر نامہ پر سو جہاں سے تھا ہو چکا تھا
 مگر ابھی تیسری شرط باقی رہتی تھی۔ چنانچہ وہ
 کھنی خوشامد ہو گئی۔

سادہ تیسری شرط کیا ہے؟ نامہ نے سوال کیا
 "ہاں تیسری شرط اس سے بھی زیادہ خوشامد

ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم ناکان دیو کو
 شکست دے دو تو میں کہہ سکتی ہوں کہ سب
 سے بڑی جادوگرانی چڑیل کا مقابلہ کرنا پڑے
 گا۔ شہزادی نے بتلایا۔

"مگر مجھے تو جادو نہیں آتا تو پھر میں کیسے
 اس کا مقابلہ کروں گا؟" نامہ نے سوچتے ہوئے کہا
 "کوئی بات نہیں مگر پھر بھی امید ہے کہ تم
 اتنے عقلمند اور ذہین ہو کہ ضرور چڑیل کے
 جادو کا تونہ نکال لو گے۔" شہزادی نے یقین
 بھرے بچے میں کہا۔

اور نامہ سوچنے لگا کہ چڑیل کے متعلق سوچا
 تو ابھی غفلت ہے۔ پہلے وہ ناکان دیو سے
 پہنچ جاتے پھر دیکھا جائے گا۔ اس نے اس
 نے بات بدل دی اور شہزادی سے پوچھنے لگا
 "مگر شہزادی تم میں انتظار کیسے کر رہی تھیں
 کیا تمہیں علم تھا کہ میں قمار سے ہٹنے کے پاس
 جاؤں گا؟"

"ہاں مجھے علم تھا کیونکہ تمہارا تجربہ میرے ہی
 علم پر مبنی ہوا گیا ہے۔" وہ دہرایا تیسرا

میں نزدیک تھا۔ میں جانتی تھی کہ تم
اپنے خیر خواہی کرنے کے لئے ضرور تجھے
بھگت آؤ گے اور اس طرح بھاری عذابات
جانتے گئے۔

اسی دن میں جیلر تھا کہ آخر بیڑ تیر
کھینٹ گیا۔ اور بحرِ بے بسائی کی چوٹی پر
سے بچے قتل ہو گئے۔ نفرت آئی اور تجھے کے ساتھ
کے قریب بہترین تیر کر دیا۔ نفرت آئی تو میں
جیت سے دلگرا گیا کہ بیڑ تیر اتنی دیر
میں آ سکتا ہے اب بچے پتہ چلا کہ یہ سب
قمار کھانا ہے۔ مارنے سکھاتے ہوئے کیا
ہیں مگر آج بھی یہ وعدہ مکمل ہوا ہے تو
میں کوہِ غم سے اس تجھے میں آئی ہوں اور
آج ہی میں نے نہیں بھلیا۔ کیا میں نہیں
بند آئی ہوں؟ شہزادی بھار نام نے اس کے
تھے میں باہر ڈالتے ہوئے کہا۔
اور عامر کا ایک ایک خوشی سے جھوم رہا
وہ مست ہو کر کہنے لگا۔

وہ شہزادی میں دنیا کا خوش قسمت ترین آدمی

ہوں جو تم جیسی خوبصورت عورت کے پہلو میں موجود
ہوں۔ تم پر نظر ڈالتے ہی میں اپنا سب کچھ
نہ بھٹا تھا۔
میں اب بھی تم اپنی چھاؤں میں لکھنا سے
شادی کرو گے۔ شہزادی نے مسکراتے ہوئے
پوچھا۔

نہیں، راجا وراثت، بھلا اس کی قدر
سنانے کی حقیقت ہے۔ جب تک میں نے نہیں
نہیں دیکھا تھا میں جیتا تھا کہ بعد خوبصورت
سمجھتا تھا اور وہ صحت خوبصورت سمجھتا تھا کہ
اس سے شادی کرنے کے لئے سب کچھ کرنے
پر تیار تھا۔ مگر سب سے میں نے نہیں دیکھا
ہے میری دنیا ہی بدل گئی ہے۔ اب بچے پتہ
چلا ہے کہ میں کسے کہتے ہیں اور گناہ تو
خوبصورت بھی نہیں کھاتی جا سکتی۔ کیا وہ قمار
مقابلہ کرے؟ عامر نے شہزادی کی تعریف کرتے
ہوئے کہا اور شہزادی اپنی تعریف پر خوشی سے
پھول دے لگتی۔
تو پھر تم غامض دیو سے ملنے کے لئے

تیار ہونا شہزادی نے پوچھا۔
 "ہاں ہاں میں بالکل تیار ہوں اور میں نہیں مہمل
 کرنے کے لئے اسے ضرور شکست دوں گا۔" مہمل
 نے انسانی پر اعتماد بھی میں جواب دیا۔

"اچھا پھر میں ابھی اطلاع دیتی ہوں تاکہ مقابلے
 کی تیاریاں ضرور کی جا سکیں۔" مقابلہ کو، قاتل میں
 ہو گا اور بادشاہ اگر دیکر خام رہا اور پریشان
 بھی یہ مقابلہ دیکھیں گی۔ شہزادی نے کہا اور پھر
 کچھ سے کمالی بھائی فرما ہی ایک کینز اور داخل
 ہوئی اور جھک کر آداب بجا لائی۔

"سوسے فرما بادشاہ سلامت کو بنیام بھی رو کر میرا
 مہمل خانہ دیو سے مقابلے کے لئے تیار ہے۔ وہ
 وہی اور ساریاں مقرر کر دیں۔" شہزادی نے گھنٹہ سے
 مخاطب ہو کر کہا۔

گھنٹہ بھر میں بھری نظر مہمل پر زالی اور
 واپس مڑ گئی جیسے مہمل کی ہمت پر حیران ہو
 رہی ہو کہ وہ کس عرصہ خانہ دیو سے لڑنے
 کے لئے تیار ہو گیا ہے۔

شہزادی اور مہمل دوبارہ باتوں میں مہمل ہو گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سوسے دوبارہ اندر داخل
 ہوئی۔ وہ جھک کر آداب بجا لائی اور شہزادی
 سے کہنے لگی۔

"بادشاہ سلامت نے پیغام بھیجا ہے کہ صبح مہمل
 اور خانہ دیو کا کوہ قاتل میں مقابلہ ہو گا آپ
 صبح مہمل کو کوہ قاتل میں لے کر پہنچ جائیں
 تاخیر ہے ہم صبح پہنچ جائیں گے۔" شہزادی
 نے کہا اور سوسے کمرے کے باہر نکل گئی۔

"اچھا شہزادی کمالی بات ہو گئی ہے۔ اب
 مجھے اجازت دو تاکہ میں صبح اپنے والد سے
 اجازت لے کر آؤں۔" والد میل انتظار کر رہے ہو
 گئے۔ مہمل کو اب اپنے گھر کا خیال آ گیا۔

"نہیں مہمل اب تم گھر سے جاؤ۔ تمہارے بھائی
 تمہیں قتل کرنے کا منصوبہ بنا چکے ہیں اور تم
 اگر اپنے گھر گئے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔
 انہوں نے تمہارے والد کو قتل کر دیا ہے اور تمہارے
 والد اور تمہاری تمام بہنوں پر حملہ کر دیا ہے۔"

مہمل نے تمہارے بھائی عادل نے زبردستی تمہارے شادی
 کر لی ہے اور اس کے بدلے تمہارے دوست بھائی

عاقل کو شادی اور شادی والد کی جائداد سے
دی ہے۔ شادی نے اس پر انگشت کرتے
ہوئے کہا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابھی ابھی تو وہ گھر
واپس گئے ہیں اور پھر میرے بھائی گھر اور
جائداد کے لئے اسنے آگے نہیں بڑھ سکتے کہ
والد کو بھی تقی کر ڈالیں۔ مگر نے یقین نہ کرے
والے بچے میں کہا۔

مگر میری بات پر یقین نہیں کر رہے
تو پھر دیکھو۔ شادی نے سبیدہ بچے میں کہا
اور پھر مگر کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا
اب جو مگر نے ہاتھیں کھولیں تو وہ اپنے گھر
ساتھ دیکھ رہا تھا۔ آنا سات کو بچے وہ گھر
میں موجود ہو۔

اس نے دیکھا کہ ایک کمرے میں اس کے
بڑے باپ کی دوش بڑی ہوئی ہے جس کی
گھر کی کھڑکی ہوئی ہے اور دوسرے کمرے میں
گھر دوسری بی بی بیٹی ہے اور اس کا بڑا بھائی
عادل دھڑ میں تھوڑے گھر ہے جو خون سے

بھرتی ہوئی ہے۔ اس کے پیرے پر وحشت کے
آئینے ہیں اور وہ دلہن والے کمرے کے باہر
چھوٹے بھائی عاقل سے بات کر رہا ہے۔

عاقل اباجان کا منہ تو نمہ ہوا وہ بیٹ
عمر کو ہم سے اچھا سمجھتے تھے اور ہم
میں اس کو ترجیح دیتے تھے۔ میں نے
گھر سے شادی کر لی ہے۔ تم اس کے بدلے
میں اباجان اور مگر کی جائداد پر قبضہ کرنا
اور میں اس میں سے کچھ نہیں لوں گا۔
عادل نے بھائی سے غائب ہو کر کہا۔

مجھے یہ سورا حشر ہے۔ مگر یہ تو تیرا گھر
عمر آگیا تو ہم اسے کیا جواب دیں گے۔
عاقل نے پوچھا۔

وہ جب بھی آیا تو میں اسے بھی تقی
کر دوں گا۔ میں اسے برداشت نہیں کر
سکتا۔ کہ وہ ہمارے معاملات میں ہانک اڑائے
تم بے فکر ہو کر جاؤ۔

عادل نے نون سے بھری ہوئی تلوار بڑے
دھیمے دھیمے میں ہلاتے ہوئے کہا۔

اور حلق مڑ کر وہی ہو گیا۔
 شہزادی نے دوبارہ نام کی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔
 اور پھر روتے روتے نام کو بوند آ
 کر سو گیا۔ وہ شہزادی کے زانو پر سر رکھ
 کر سو گیا۔

تو نام نے دیکھا کہ وہ دوبارہ شہزادی
 کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔
 "میرے ابا جان کو تمام جہاں نے قتل کر
 دیا ہے۔"

نام کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ کیونکہ وہ
 اپنے والد سے ریم محبت کرتا تھا۔

"دو دست نام تم کو نہ کر دے ہب تم
 مجھ سے شادی کر لوں تو پھر تم با کر
 اپنے بھائیوں سے غور بدلے لینا۔ پھر میں
 بھی شہزادی مد کروں گی اور میرے والد
 بھی۔"

شہزادی نے اس کی ڈھارس پینے دے دی۔

مگر نام کے آنسو نہ ٹپکے۔
 وہ اپنے باپ کو یاد کر کے روتا رہا۔
 "اور شہزادی اسے ہب گرائی رہی۔"

اور پھر روتے روتے نام کو بوند آ
 کر سو گیا۔ وہ شہزادی کے زانو پر سر رکھ
 کر سو گیا۔

کے پیارے جو بچے ہیں اور پھر اب تو ان کے
 بھائی کوڑی بھی نہ رہی تھی۔ وہ بھلا کس
 اپنے مالدار بھائیوں سے بدلے سنا تھا۔
 پھر اس نے شہزادی سے شادی کا مکمل فیصلہ
 کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل
 ٹانگوں پر کو شکست دینے کا ارادہ اور بھی
 کیا۔ کیونکہ اب ٹانگوں پر کو شکست دینا
 ہو چکا تھا۔ اس کو شکست دینے پر وہ
 شہزادی سے شادی نہیں کر سکا تھا۔ اور وہ شہزادی
 شادی کرنے کا ہر قیمت پر فیصلہ کر چکا

تھی وہ اپنی خیالوں میں گم تھا کہ شہزادی
 کبھی گئی۔ اس نے منگوائے ہوئے ایک
 انگڑائی لی اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔
 ہمارے سے ہی الا کر بیٹھ گیا تھا۔
 بھی بکیر ہمارا اٹھ کرے تم آج ملاٹ میں
 حاصل کرو۔ شہزادی نے دعا دیتے ہوئے
 شہزادی میں اس ملاٹ میں ضرور فتح

میں جب عامر کی آنکھ کھلی تو اس نے
 کہ ایک انتہائی خوبصورت اور نرم گدوں والے
 پر وہ سویا ہوا ہے اور شہزادی ہمارے عامر
 اس کے ساتھ بڑے ہونے ایک خوبصورت
 پا سوتی ہوئی ہے۔

عامر بکس جھپکاتے ہوئے اسے ہلکے ہلکے
 اب اسے دال کی موت پر صبر
 تھا۔ اس نے سوچا کہ واقعی اسے شہزادی
 شادی کر لینا چاہیے تاکہ وہ اتنا طاقتور
 ہونے کو اپنے بھائیوں سے بدلے کے
 شہزادی سے شادی کئے بغیر وہ اگر بھائیوں
 سے بدلے لینے لگا تو اپنے آپ کی حرج
 بنی مار جائے گا۔ کیونکہ دونوں بھائی اس

حاصل کروں گا۔ مگر نے بڑے یقین سے جواب
اور شہزادی نے تالی بکائی اور گیندیں کھیل
میں آ گئیں۔ انہوں نے شہزادی اور مامی کے
عمل کا انتظام کر دیا تھا۔

عمل فرما لیجئے شہزادی حضور اور مامی صاحبہ
پھر ہشت تیار ہے۔ سوئی نے بڑے مودبانہ
منہ کہا۔

اور پھر وہ دونوں اندر کے غلمانوں کی طرف
پہل بڑے روبرو کا مشاعرہ اس کمرے میں ہی
اور شہزادی کہیں اور عمل کرنے کینزوں کے
پہل دیا۔

مامی عمل کے وہ بیان مقابلے کے بارے میں
سوچ رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خاتون
ہوگا۔ کتنی بڑا اور لمبا چوڑا ہوگا اور وہ کس
اس خوفناک دیو سے مقابلہ کر سکے گا۔ آخر اس
نے سوچا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ دیکھ
اس نے دیکھ کر کہا تھا کہ اپنی طرف سے
وہ کونسا دیکھنے کے لئے سر جھکے اختیار کر
آگے اس کی خدمت۔ دیکھتے آئے امید تھی کہ

کسی مددگار دیو کا مقابلہ کرے گا۔ کیونکہ اس
نے رزائی کے جن میں باقاعدہ استاد سے تعلیم
حاصل کی تھی اور اسے رزائی کے بے شمار طریقے آتے
تھے۔ مگر یہاں مقابلہ انسان سے نہیں بلکہ ایک
دیو سے تھا اور دیو بھی کوئی چمٹا ہوا نہیں
بلکہ سپہ سالار اور گورنر کا سب سے بھاری
دیو۔

عمل کر کے جب وہ واپس کمرے میں پہنچا تو
شہزادی ایک نیا اور حسین ترین لباس پہنے ہوئے
اپنی گیندوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی اور مامی
اسے اس لباس میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیونکہ اس
لباس فخر میں پہنے سے کہیں زیادہ خوبصورت
لگ رہی تھی۔ شہزادی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور
پھر اسے لے کر ایک کمرے میں چلی آئی جہاں
فرش پر پاندنی بکھا کر مختلف قسم کے پھل
اور مشروب رکھے گئے تھے۔

شہزادی اور مامی نے وہاں ٹہرتے ہوئے اور پھر
وہ دونوں اندر کمرے ہوئے۔
تو تم کو دیکھتے جا کر خاتون دیو سے مقابلہ

کے نے تیار ہوا شہزادی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ہاں شہزادی میں تیار ہوں۔" مامر نے شہزادی کے خوبصورت چہرے کو شوق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مجھ وہاں جانا افسوس ہو رہا ہوگا۔"

شہزادی نے کہا اور پھر اسے لے کر کمرے سے باہر نکل آئی۔ مختلف گروں سے گزرنے کے بعد وہ گلی کے صحن میں آ گئی۔

"اب اپنی آنکھیں بند کر لو اور میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لو۔ جب تک میں نہ کہوں نہ ہاتھ چھوڑنا اور نہ ہی آنکھیں کھولنا۔" شہزادی نے مامر سے کہا اور مامر نے شہزادی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اور پھر دوسرے لے اسے صحن پر لایا کہ اس کے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی جو اور وہ جہاں میں لگا تھا ہر۔ پھر اسے ایسا صحن لایا جیسے وہ تیزی سے آگے بڑھتا جا رہا ہو۔

کال دی بعد اہلک اس کے چہرے سخت زخمی

سے ٹھکراتے اور اس سے ہمہ گیر سکون ہا۔ کچھ جہاں میں لگے لگے اس کا ہمہ گیر ہو گیا تھا۔

"آنکھیں کھول دو مامر۔" شہزادی کی آواز سنائی دی اور مامر نے آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر وہ چونک پڑا کیونکہ وہ انتہائی خوبصورت پہاڑوں کے دریاں میں کھڑا تھا۔ ان پہاڑوں کی چوٹیوں پر

چھوٹے چھوٹے گلیے بنے ہوئے تھے۔ یہاں بہترین باغ اور خوبصورت ترین پھول موجود تھے۔ ساتھ میدان میں ایک عظیم الشان عمارت موجود تھی۔

شہزادی کے گلیے سے بھی شہزادوں کا زیادہ بڑا اور زیادہ خوبصورت تھا۔ اس گلیے کی دیواروں پر پھول بھی

پھول تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ تمام پھولوں کا بننا ہوا ہے اور پھول اتنے بڑے بڑے اور

عجیب و غریب رنگوں کے تھے کہ مامر نے اسے پھول آج تک کسی دیکھے بھی نہیں تھے۔

"یہ سامنے شاہی عمارت ہے جہاں میں رہتی ہوں۔" شہزادی نے مامر کو اشارے سے بتاتے ہوئے کہا۔

"بڑا خوبصورت عمارت ہے۔" مامر نے بے اختیار

قریب کرتے ہوئے کہا۔

”جو میں تمہیں خاندان پر اور اپنے والد اور والدہ سے خائف ہوں شہزادی نے عامر کا ہاتھ پکڑ کر قلعے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

عامر غمگین تھا اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ خاندان کے شہزادی کے باپ کیسے ہوں گے۔ جیسے ہی وہ دونوں قلعے کے عظیم دروازے پر پہنچے وہ دروازہ کھول دیا۔

”آؤ ہمیں اندر آنے کی اجازت مل گئی ہے۔“ شہزادی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

وہ ہر شہزادی آگے آگے اور عامر اس کے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ مگر اندر پہنچ کر وہ اس کی ہاتھیں تھمتھمت سے چٹکی چٹکی رہ گئیں۔ اس کے سامنے جسم میں سواری کی لہریں اٹھنے لگیں۔ اچھے اچھے فطرتاً ہی جیسے اس کی ہاتھیں بے اختیار کانپنے لگیں۔ وہ ایک دم بیدار ہو کر رہ گیا۔ یہ تو کبھی نہ ملنے والا لمحہ تھا۔

بلخ میں اس نے بہت سے عورتوں سے ملنے دیے۔ انکے جن کی ہاتھیں بیدار تھیں اور وہ بیدار بے توجہ اور عورتوں سے تھے۔ ان کی قدریں اونٹ جتنی اور جسم ہاتھ کی طرح پلے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر جیسے جیسے بیگ تھے۔ وہ جیسے جیسے ہاتھ منہ سے باہر نکلتے ہوئے تھے وہ بلخ میں اور اور اپنے سینوں پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

عامر نے چونکہ زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے اس نے وہ بیدار کیا۔ عورت کی شہزادی کی وجہ سے اس کی ہاتھ ہاتھ کاٹنے لگے۔ گئی تھی اور وہاں میں اندر سے چائے لگا تھا۔ اسے ہاتھ صوفی ہو رہا تھا کہ وہ ابھی بیدار ہو کر گر جاتے گا۔

شہزادی بہار عالم نے جب عامر کا یہ حال دیکھا تو اس نے تیزی سے عامر کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”کیا تمہارا نام کانٹا کیوں ہے؟“ شہزادی نے گھبراہٹ سے پوچھا۔

وہ شہزادی کے ہاتھ پکڑتے ہی عامر کو ہوش

سا آگیا۔ اسے سہارا ساقی گیا اور وہ جو
 بچہ ہم پر ہوش ہوتے وہ تھا۔ تھوڑے سنبھل گیا
 مگر ابھی تک اس کا ٹوٹ دور نہ ہوا تھا
 اس کا جسم ویسے ہی کانپ رہا تھا۔
 "یہ یہ کھل کھل کوئی ہیں؟" عامر نے دانی
 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے تم من سے ڈرتے ہو؟ یہ تو ہمارے
 خادم ہیں۔ تم ان سے مت ڈرو۔ یہ نہیں
 کچھ نہیں کہہ سکتے۔ شہزادی نے اسے سمجھاتے
 ہوئے کہا۔

"معم۔ گزرتی تو بہت خوشگام ہیں۔" عامر کا ہوا
 ابھی تک کانپ رہا تھا۔
 "اچھا آؤ۔" شہزادی نے ایک بار کو اشارے
 سے بلاتے ہوئے کہا۔

وہ تیزی سے ان کی طرف تہمتے لگا۔ عامر
 اور بھی زیادہ خوفزدہ ہو گیا اور وہ شہزادی کے
 پیچھے چپ سا گیا۔ جیسے بچے خوفزدہ ہو کر اپنی
 ماں کے پیچھے چپ جاتے ہیں۔
 دل نے قریب آکر ٹپ ٹپا ہوا ہے۔ میں کہا

"جی شہزادی صاحبہ حکم فرمائیے؟" رو کی آواز بھی
 اس کے جسم کی طرف کھینچی گئی اور غصہ تک
 نہ تھی۔
 "عامر کے تمام چہرے شہزادی نے اسے حکم
 دیتے ہوئے کہا۔

اور وہ تیزی سے زمین پر لیٹ گیا اور
 اس نے شہزادی کے پیچھے گھڑتے ہوئے عامر کے
 پاؤں کو چومنا شروع کر دیا۔ عامر نے اپنے پیچ
 پیچھے کرنا چاہا۔ مگر شہزادی نے اس کا ہاتھ دبا
 کر اسے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

رو کسی کھٹے کی طرف عامر کے ہاتھ چات
 رہا تھا۔ اپنے ٹوٹا لکڑی کی یہ حالت دیکھ کر
 عامر کا خون دور ہو گیا۔ اس نے دل میں سوچا
 کہ شہزادی کی وجہ سے وہ اس کا کچھ بھی نہیں
 بگاڑ سکتے تو وہ شیر ہو گیا۔ اس کا جسم کانپا
 بند ہو گیا اور وہ سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ شہزادی
 نے دیکھا کہ اس کی ترکیب کامیاب رہی ہے
 تو اس نے براہ کرم دودھ حکم دیا۔
 "اچھا، اچھا اور دیکھیں بچے جلدی"۔

سے بچا لے گی۔ مگر تم اتنے ہی غولزور رہتے
 تو پھر میرے ساتھ دوسرا کیوں کیا تھا؟ اب اگر
 تم ہر لمحے تو میں سب کے سامنے سخت شہید
 ہوں گی۔ شہزادی نے ہواب دیا۔
 شہزادی کی یہ بات سن کر مامر کو جوش آ
 گیا۔ وہ دماغی بڑوں دکھا رہا تھا۔ کیا ہوا
 مگر وہ طاقت اور جہالت میں اس سے زیادہ
 ہیں۔ وہ دماغی عقل میں ان سے زیادہ تھا
 وہ پڑھا لکھا تھا۔ اور پھر اس کو لڑائی کے
 سیکڑوں عریضے آتے تھے۔ وہ عقل مندی سے
 وہ کوشش دے سکتا ہے اور پھر وہ یہ
 کس طرح برداشت کر سکتا تھا کہ اس کی
 شہزادی کو اس کی وجہ سے شہر منہنگی اضافی
 پڑے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب
 وہ بڑوں نہیں دکھاتے گا۔ اور ٹاکان دیا کہ
 حرج فحشت ہو گا۔
 چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس کے جسم میں
 عجیب سی طاقت آگئی اور وہ سینہ ٹکان کر
 اور اکڑ کر پہنے لگا۔ شہزادی نے جب دیکھا

مامر کا خون وہ ہر گز جہ تو ...
 خوش ہو گئی۔
 وہ دونوں پہتے پہتے جوتے جب پارچہ پارچہ
 کے عمارت کے قریب آتے تو اچانک جہالت
 میں خوبصورت رنگوں کا ایک گہرا پیر نکلی آیا
 اس سب نے شہزادی اور مامر کو جھک کر سلام
 کیا۔ یہ کینیز کی بیٹی۔
 ماما جانی اور امی جان کو ہماری آمد کی اطلاع
 دی۔ شہزادی نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا
 کہ ان کو آپ کی آمد کی اطلاع دی گئی ہے
 اور وہ خاص کمرے میں آپ کا انتظار کر رہے
 ہیں۔ ایک کینیز نے بہت اچانک سے جواب دیا
 "اچھا چلو" شہزادی نے کہا اور پھر شہزادی
 اور مامر دونوں کینیزوں کے درمیان پہتے جوتے جوتے
 کی داخلی ہو گئے۔ عمارت کا ہر کمرہ بہت بڑا تھا
 اور قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ مختلف کمروں سے
 اندر تے جوتے وہ ایک بہت بڑے ہال میں داخلی
 ہو گئے۔
 ہال کے درمیان میں ایک بہت بڑے سب

تخت پر ایک درمھی والا دروازہ بنایا تھا۔ اس کے
 سر پر سنہری تاج تھا۔ جس میں قیمتی موتی جڑے
 ہوتے تھے۔ اس کے جسم پر بہت خوبصورت لباس
 تھا۔ اور وہ بڑے پردہ دار انداز سے تخت پر بیٹھ
 رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں خون کی طرح
 سرخ تھیں اور جید خوشگ چہرہ تھا۔ اس کے
 قریب ہی ایک انتہائی خوبصورت مگر مرنے والی جسم کی
 عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر بھی ایک
 خوبصورت سا تاج تھا۔ مگر اس کے بال سفید
 تھے۔

عامر سمجھ گیا کہ یہ شہزادی کے والدہ اور

والدہ ہیں۔
 شہزادی ان دونوں کے سامنے جا کر ادب سے
 جھک گئی۔ عامر بھی اس کے ساتھ جھک گیا
 "کھڑے ہو جاؤ" بادشاہ دیو کی کڑک دار آواز
 سے ان کو کھڑا کیا۔ اور وہ دونوں سیدھے

پہنچے۔ وہ آہستہ آہستہ جس سے تم شادی کرنا
 چاہتی ہے اب بادشاہ دیو نے عامر کو گھورتے ہوئے

پہنچا۔ اس کی آنکھیں آنٹی ٹونڈک تھیں کہ عامر نے
 عامر کو نظریں نیچی کر لیں۔

"جی بابا جان یہ عامر ہے اور میں نے اس سے
 شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے" شہزادی نے
 بولی اور جواب دیا۔

"پرہیز کیا اس شادی شہزاد کے حق میں یا
 ہے" بادشاہ نے پہلے سے ہی زیادہ سخت بے

پہنچا۔
 "جی ہاں میں نے ہکا دیا ہے اور یہ پچا
 ہاں فاطمہ دیو سے مقابہ کرنے کے لئے تیار
 ہو کر آیا ہے" شہزادی نے جواب دیا۔

"جوں یہ اور فاطمہ دیو سے مقابہ کرے گا۔ اسی
 فاطمہ دیو کو اگر چوہنگ بھی مار دے تو اس
 کی ہڈی پہلی ایک ہر جاتے گی" بادشاہ نے
 عامر کے جسم پر حسرت بھری نظریں ڈالتے ہوئے

کہا۔
 "جی فاطمہ دیو کو مزید حکمت دے" اس کا
 جواب دیا۔ عامر نے جھٹ کرتے ہوئے دوبارہ بے

پہنچا۔

ہر بادشاہ نے اس کی بات سن کر یہ کہانی ایک کینز آمد داخل ہوئی اور ادب سے
 قہر لگایا جیسے وہ عامر کی بیوقوفی پر ہنس رہی ہوگی۔
 مگر اس کے اندر جیسے سے مال کوٹنے کا ہنسی کو جلاؤ بادشاہ نے اسے حکم دیتے
 آؤ اتنی خوشگام تھی کہ عامر کو یوں محسوس ہونے لگا۔
 جیسے اس کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔
 پھر ضرور کینز نے جواب دیا اور پھر مڑ
 ہوں۔
 تیزی سے چلتی ہوئی مال سے باہر نکل

بچے ۽ آؤ بادشاہ بہت متعجب لگا۔ وہ ہے۔
 ہے اس کو کوئی ایسی ترکیب آتی ہوگی جس سے وہ بھی ٹانگوں پر آتا ہے۔ پہلے تم اسے دیکھو
 یہ ٹانگوں پر کھٹکتا ہے۔ وہ ہے۔ وہ پھر اس بات کا عقیدہ کر گیا
 بچہ کی خوشی پوری ہو جاتے۔ مگر نے پچاسی تم اس سے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔
 ہوتے ہوتے کہا۔ وہ بڑی پسندیدہ نظروں سے ملتا تھا۔ میں یہ رعایت کروں گا کہ
 عامر کو دیکھ ہی تھی۔ اور پھر چونکہ وہ شہر میں ٹانگوں پر سے مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ
 کی اس تھی اور اس اپنے بچوں سے بہت دور میں نہیں چکے نہیں کہوں گا اور نہیں
 جیت کرتی ہے۔ اس لئے اس نے شہر کے صحن سے وہیں بیٹھا دیا جاتے گا۔ بادشاہ
 مریضی گتے ہوتے کہا۔

اس نے شاید ابھی تک ٹانگوں کو بڑھانے کا بہت شکریہ جناب شہر میں
 ہے۔ ہنسی اس سے متعلق کے صحن پر ٹانگوں پر کا مقابلہ کروں گا کیونکہ
 نہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا۔
 پھر نہ سے کالی ہوئی۔ اس نے پچاسی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا

یہ کہانی ایک کینز آمد داخل ہوئی اور ادب سے
 قہر لگایا جیسے وہ عامر کی بیوقوفی پر ہنس رہی ہوگی۔
 مگر اس کے اندر جیسے سے مال کوٹنے کا ہنسی کو جلاؤ بادشاہ نے اسے حکم دیتے
 آؤ اتنی خوشگام تھی کہ عامر کو یوں محسوس ہونے لگا۔
 جیسے اس کے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔
 پھر ضرور کینز نے جواب دیا اور پھر مڑ
 ہوں۔
 تیزی سے چلتی ہوئی مال سے باہر نکل

بچے ۽ آؤ بادشاہ بہت متعجب لگا۔ وہ ہے۔
 ہے اس کو کوئی ایسی ترکیب آتی ہوگی جس سے وہ بھی ٹانگوں پر آتا ہے۔ پہلے تم اسے دیکھو
 یہ ٹانگوں پر کھٹکتا ہے۔ وہ ہے۔ وہ پھر اس بات کا عقیدہ کر گیا
 بچہ کی خوشی پوری ہو جاتے۔ مگر نے پچاسی تم اس سے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔
 ہوتے ہوتے کہا۔ وہ بڑی پسندیدہ نظروں سے ملتا تھا۔ میں یہ رعایت کروں گا کہ
 عامر کو دیکھ ہی تھی۔ اور پھر چونکہ وہ شہر میں ٹانگوں پر سے مقابلہ نہ کرنے کا فیصلہ
 کی اس تھی اور اس اپنے بچوں سے بہت دور میں نہیں چکے نہیں کہوں گا اور نہیں
 جیت کرتی ہے۔ اس لئے اس نے شہر کے صحن سے وہیں بیٹھا دیا جاتے گا۔ بادشاہ
 مریضی گتے ہوتے کہا۔

اس نے شاید ابھی تک ٹانگوں کو بڑھانے کا بہت شکریہ جناب شہر میں
 ہے۔ ہنسی اس سے متعلق کے صحن پر ٹانگوں پر کا مقابلہ کروں گا کیونکہ
 نہ ہوا۔ بادشاہ نے کہا۔
 پھر نہ سے کالی ہوئی۔ اس نے پچاسی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ کیا

چھوڑنا پسند کر لیا: "ناغان" دیو نے بڑے غصے
 سے کہا۔

"ہاں ناغان" یہ ہے وہ تو ہم زاد جو ہماری
 شرط کے مطابق تم سے مقہود کرنے آیا ہے۔
 بادشاہ نے مجھے بتائے کہ۔

"مجھ سے مقابلہ" اور یہ کہے گا۔ "ناغان" نے
 کہے جو سکتا ہے۔ اس کو فتح میں نے اگر
 ایک انگلی بھی نہ دی تو یہ فرج ہائے
 ناغان دیو نے جسے تیرے لیے بھیجے ہیں
 جواب دیا۔

"اسی لئے تو میں نے نہیں بلایا تھا۔" یہ
 کہنے لگی "خیر دیکھ لے اور اس کے
 فیصلہ کرے۔" بادشاہ نے اپنی بیوی پر غصہ
 ہونے ہونے کہ۔

"کیوں اچھی بات خود کوئی کرنا چاہئے
 تم مجھ سے کیا مقہود کر رہے۔ جبکہ کہ
 کا جسے سے تو رو آج ایک میرے ساتھ
 ایک لمحہ بھی نہیں گزرا۔" اس نے ناغان
 نے اسے غصے اور کڑی باتیں کی

"میں آپ سے مزید مقہود کروں گا۔" چاہے
 اس میں میری ہلاکت بھی ہو جائے۔" غصے
 دل کو مقہود کرنے پر کہ۔

"بہت خوب تمہارا حوصلہ قابلِ داد ہے۔ بد حال اگر
 تم مرنا ہی چاہتے ہو تو پھر ایسا ہی
 ناغان نے کہنے پر کہ۔

"مگر ناغان اگر سامنے نہیں ٹھکتا
 دی تو پھر تمہارا بدلہ کیا ہو گا۔ کیا تم میرے
 کے لئے عالم کے دشمن بن جاؤ گے۔ یا پھر تم
 اسے معاف کر دو گے۔" کہنے ناغان دیو سے
 جواب ہو کر پوچھا "کیونکہ وہ ناغان دیو کی
 طبیعت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کہ ناغان
 دیو یہ کہہ کر پھر اور اسے قسم کا دیو تھا۔
 اسے غصہ تھا کہ اگر کچھ مسئلے ہیں
 نے کسی طرح ناغان دیو کو شکست دے دی
 تو ناغان دیو انہی کے مرض کی حالت میں
 رہتے گا۔

"نہیں کہ بد حال اگر یہ وہی ہے شکست
 سے گیا تو میں اس کا پیشہ کے لئے علم

چھوڑنا پسہ کر لیا؟ نانان دا نے بڑے غصے
جیسے میں کہا۔

ہاں نانان یہ ہے وہ اہم زاد جو ہندی
شرط کے مطابق تم سے منسوب کرنے آیا ہے۔
بادشاہ نے جتنے ہوتے تھے۔

جلوس سے منسوب اور یہ کہے گا۔ تاہم یہ
کہیے جو سکتا ہے۔ اس کو تھو میں نے اگر
ایک انگلی بھی مار دی تو یہ مر جاتے گا
نانان دا نے بڑے جرات پورے جیسے میں
جواب دیا۔

اسی لئے تو میں نے نہیں بلایا تھا بلکہ
میں اپنی طرح دیکھ لے اور اس کے بعد
میں نے کہا۔ بادشاہ نے اپنی بھڑائی پر غور
ہوتے ہوئے کیا۔

کیوں نہیں کیا تو خود کوئی کرنا چاہتے
تم مجھ سے کیا منسوب کرو گے۔ جب کہ
کا جسے سے بنا دو آتا ملک میرے سامنے
ایک لمحہ بھی نہیں کھڑا ہو سکا۔ نانان دا
نے جسے غصے اور غور سے جیسے میں کہا۔

میں آپ سے منسوب کروں گا۔ چاہے
اس میں میری جان بھی لگی جاتے؟ ہمارے
دل کو مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

بہت خوب تمہارا حوصلہ قابلِ داد ہے۔ بہر حال اگر
تم مرنا ہی چاہتے ہو تو پھر ایسا ہی سہی۔
نانان نے جتنے ہوتے کہا۔

مگر نانان اگر عامر نے جیسی شکست دے
دی تو پھر تمہارا رد عمل کیا ہو گا کیا تم ہمیشہ
کے لئے عامر کے دشمن بن جاؤ گے۔ یا پھر تم
اسے صاف کر دو گے۔ مگر نے نانان دا سے
جواب ہو کر پوچھا کیونکہ وہ نانان دا کی
بیت سے اچھی طرح واقف تھی۔ کہ نانان
دا جیسے کیڑا پودہ اور عامر قسم کا دو ٹوٹا ہوا
اس خطرو تھا کہ اگر کھلے مقامے میں عامر
نے کسی طرح نانان دا کو شکست دے دی
تو نانان بدلہ اٹارنے کے موقع کی تلاش میں
ہو جائے گا۔

میں نے کہا جہاں اگر وہ جیسی شکست
سے لگتا تو میں اس کا ہمیشہ کے لئے غام

بن جہاں گاہ یہ میں اس نے کہ رہا من
کہ ایسا ہوا نامی ہے۔ غافل دیو نے جواب

میاں کی تم سیٹھی پرغیر کی قسم کی کہ یہ کہہ
گئے کہ اگر عامر نے تمہیں شکست دے دی
تو تم بیٹھ اس کے غلام بن کر رہو گے۔ کہ
نے اسے قسم کھانے پر آمادہ کرتے ہوئے

سہوہ کر قسم کھا غافل ایسا نہ ہو کہ یہ
وہا تمہیں شکست دے دے اور تم ہمیشہ کے
غلام بن کر رہ جاؤ۔ بادشاہ نے اپنے جہاں
سے مخاطب ہو کر کہا۔

سبھی بھائی صاحب یہ نامی ہے۔ ویسے میں
کہ بھائی کی قسم کے تھے سست سیٹھی پرغیر
کی قسم کی کہ کہیں ہوں کہ اگر عامر نے مجھے
شکست دے دی تو میں ہمیشہ اس کا غلام بن
کر رہوں گا۔ غافل دیو نے سینہ پھلاتے ہوئے
باتادہ قسم کھائی۔ وہ اس نے آسانی سے قسم
کی گئی تھی۔ کیونکہ اسے ابھی طرح یقین تھا

کہ عامر کسی طرح بھی اسے شکست نہیں دے
سکتا۔

تم نے بہت جلدی قسم کھائی ہے غافل۔
اب جو شیار ہو کر مقابلہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ
واقعی تم شکست کھا جاؤ اور پھر میری قسم کا
پیسہ اور ایک آدمی کا غلام بن کر رہو جاتے
اور یہ قسم جانتے ہو کہ جنت سیٹھی کی قسم
کی کہ توڑنے والا دیو توڑا میں کہہ کر ملک ہو
جاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔

آپ غور نہ کریں بادشاہ سلامت اگر آپ حکم
دیں تو میں ابھی اس زجر میں کہ اٹھا کر من میں
ڈال دوں۔ غافل نے بادشاہ سلامت کو کسی
دیتے ہوئے کہا۔

تمہیں یہاں نہیں بلکہ کوہ تھان کے کچلے پہاڑی
میں سب رعایا کے سامنے تھا کہ عامر کا مقابلہ
ہو گا۔ تاکہ ہر دیو اس کو دیکھ لے اور سب
پر غماری پہاڑی کا سکھ جم جاتے۔ اب تم ہاتھ
اب سے ٹھیک مد گھٹتے ہو مقابلہ شروع ہو
جاتے گا۔ اس بات کا اعلان بھی کرا رہا بادشاہ

نے جواب دیا اور غامان سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

بیمار عالم تم اپنے آدم زاد کو لے جاؤ۔ ٹھیک وہ گھنٹے بعد اسے لے کر میدان میں آ جانا۔ وہیں قید ہو جاتے گا۔ ویسے بے اس فوجوان پر رحم آ رہا ہے؟ بادشاہ نے شہزادی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

اور شہزادی اور عامر دونوں نے بچک کر بادشاہ کو سلام کیا اور پھر وہ دونوں بھی کمرے سے باہر نکلی گئیں۔

یہ ایک بہت بڑا میدان تھا۔ جس کے گرد بڑی بڑی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جو بہت اونچے تھیں۔ ایک طرف ایک بہت بڑا چوڑا دروازہ بنا ہوا تھا۔ میدان میں بڑی بڑی گھاس اُلی ہوئی تھی۔ اس وقت ان سیڑھیوں پر سیکڑوں کی تعداد میں خوفناک دریا بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب آپس میں غامان اور عالم کے مقابلے کے متعلق بات چیت کر رہے تھے اور سب کو یقین تھا کہ بادشاہ نے جان بوجھ کر یہ سزا دیکھائی ہے تاکہ شہزادی کسی آدم زاد سے شادی نہ کر سکے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ کوئی بھی آدم زاد چاہے وہ کتنا ہی بھادر کیوں نہ ہو۔ غامان دریا سے نہیں جیت سکتا۔

اتنے میں شور سا مچا اور پھر بادشاہ اور ملک
 بہت سی کینزوں اور غلاموں کے درمیان چلے
 جوتے اس چورتے پر آ گئے۔ جس پر چوتی
 کالیسی بھیجی جوتی تھیں۔ سب دیو بادشاہ کو آ
 دیکر کر تقسیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بادشاہ
 نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، اور پھر خود بھی
 ملک کے ساتھ اس چورتے پر بیٹھ گیا۔ اس کے
 بیٹھے ہی تمام دیو خاموشی سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر
 بعد ایک اور جانب سے شور اٹھا اور ٹانغان دیو
 جھوٹا جھامٹا اس میدان میں داخل ہو گیا۔ وہ واقعی
 تمام دیوؤں سے زیادہ طاقتور اور خوفناک تھا۔ اس
 کی شکل دیکھتے ہی تمام دیوؤں کا خون خشک ہو گیا
 کیونکہ وہ اس سے بڑھ کر قہرے تھے۔ ٹانغان دیو بہت
 ظالم دیو تھا اور جس دیو پر اسے غصہ آ جاتا
 وہ ایک تھوڑا سا اس کی جہاں توڑ ڈالتا۔
 "کہاں ہے وہ آدم زاد جس کی موت اسے یہاں
 کیسے لگائی ہے۔ ایک چوٹنی اٹھتی ہے مقابلہ کرنے
 نکلی ہے۔ ہوشیار ٹانغان دیو نے سخت بھرے جے
 میں کہا۔

اتنے میں دوبارہ شور اٹھا، اور تمام اونچے بڑے
 بوکر بادھر اکوھر دیکھنے لگے۔ ایک طرف سے
 شترادی ہمار عالم کے ساتھ چلتی ہوئی میدان
 میں داخل ہوئی تھی۔ عامر نے اس وقت سنا
 رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس پشت پہاں
 میں وہ بھید خوبصورت لگ رہا تھا۔ مگر دیوؤں کے اس
 دکھانے میں وہ ان کے دیکھنے ایک ہی لگ
 رہا تھا۔ ہاتھل جھٹا سا، کچھ دیو بڑے بڑے
 اور مورتے نمازے تھے۔ ایسا عجیب ہو رہا تھا جیسے
 اونٹوں کے درمیان کوئی بکری کا بچہ آ گیا ہو۔
 عامر کو دیکھ کر سارے دیو بے اختیار ہنس پڑے
 "یہ ٹانغان دیو سے مقابلہ کسے گا۔ کمال ہے جتنی
 کمال ہے۔" سارے دیوؤں نے ہنس بھرے جے
 میں کہا۔

"بھئی اس کی جنت ہے کہ یہ یہاں تک آ
 گیا اور مقابلے پر ڈاڑھا ہے۔ وہ تو کوئی اور جہاں
 تو اب تک نمون کے اسے مر گیا ہوگا۔ ایک
 بڑھے دیو نے دوسرے سے خطاب ہو کر کہا۔
 "خاک بہت ہے۔ جے تو کوئی ہلکا مسہم ہوا

اتنے میں شور سا مچا اور پھر بادشاہ اور ملک
بہت سی کینزوں اور غلاموں کے درمیان چلے
جوتے اس چوڑے پر آ گئے جس پر چھوٹی
کھالیں لگی ہوئی تھیں۔ سب دیو بادشاہ کو آ
دیکھ کر تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بادشاہ
نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، اور پھر خود بھی
ملک کے ساتھ اس چوڑے پر بیٹھ گیا۔ اس کے
بیٹھے ہی تمام دیو خاموشی سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر
بعد ایک اور جانب سے شور اٹھا اور ناغان دیو
جھوٹا جھامٹا اس میدان میں داخل ہو گیا۔ وہ دھنسی
تمام دیوؤں سے زیادہ طاقتور اور خوفناک تھا۔ اس
کی شکل دیکھتے ہی تمام دیوؤں کا خون خشک ہو گیا
کیونکہ وہ اس سے بڑھ کر قہرے تھے۔ ناغان دیو بہت
ظالم دیو تھا اور جس دیو پر اسے غصہ آ جاتا
وہ ایک منہ مار کر اس کی ہڈیاں توڑ ڈالتا۔
سکھن ہے وہ آدم زادوں کی موت اسے یہاں
کیونچ لاتی ہے۔ ایک چوٹی اٹھتی ہے مقابلہ کرنے
نہلی ہے۔ ہونہر ناغان دیو نے حالت بھرے سے
میں کہا۔

اتنے میں دوبارہ شور اٹھا، اور تمام دیو اپنے
ہو کر باہر اُکھر دیکھنے لگے۔ ایک طرف سے
شیرازی ہمار عالم نام کے ساتھ چلتی ہوئی میدان
میں داخل ہوئی تھی۔ نام نے اس وقت سنا
تنگ کا ہاس پھٹا ہوا تھا اور اس پشت ہاس
میں وہ بیدار ہو بیٹھ گیا تھا۔ مگر دیوؤں کے اس
اکھاڑے میں وہ ان کے درمیان ایک ہڈا لگ
را تھا۔ ہانسی جھٹا سا، کیرک دیو بڑے بڑے
اور موتے نماڑے تھے۔ ایسا عجیب ہو رہا تھا جیسے
لوٹوں کے درمیان کوئی بکری کا بچہ آ گیا ہو۔
عالم کو دیکھ کر سارے دیو بے اختیار ہنس پڑے۔
"یہ ناغان دیو سے مقابلہ کسے گا۔ کمال ہے یہی
کمال ہے۔" سارے دیوؤں نے جیت جیت ہنسے
میں کہا۔

بھئی اس کی نعمت ہے کہ یہ یہاں تک آ
گیا اور مقابلے پر ڈا تھا ہے۔ وہ کوئی اور ہوا
تو اب تک خون کے اس سر گیا ہوتا۔ ایک
بڑے دیو نے دوسرے سے نالک ہو کر کہا۔
"خاک ہوت ہے۔ بچے تو کوئی ہانگ مسم ہوا

ہے۔ ناناں دیو تو اس کی ہڈیوں کا سرو ہے
 کہ دھڑکے گا۔ دوسرے دیو نے بڑا سامان
 بتاتے ہوئے کہا۔

شندوی عامر کو میدان میں چھڑ کر اس کے
 بازو پر چکی سے کہ خود شیریاں چڑھتی ہوں اس
 جوتے پر یا جینی ہماں بادشاہ اور ملک پہلے سے
 بچے ہوتے تھے۔

کیا تم اب بھی منگے کے لئے تیار ہو؟ بادشاہ
 نے اس سے آخری بار پوچھا۔

”جی ہاں بادشاہ سلامت میں تیار ہوں۔“ عامر نے
 زور سے چیخے ہوئے کہا۔

”بہت خوب اگر تم واقعی مرنے چاہتے ہو تو پھر
 جلد ہم کیا کر سکتے ہیں؟“ بادشاہ نے جواب دیا۔
 ”ہمارے عامر کیا واقعی ناناں دیو سے جیت
 جاتے گا۔ مجھے تو پہلے سے کی موت سے مان دکھائی
 دے رہی ہے۔“ ملک نے قریب بیٹھی شندوی کے
 کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”سندیں اتنی جان مجھے پلایا یقینی ہے کہ عامر مقابلہ
 جیت جاتے گا۔ کیونکہ آج کل کے بے دھن دیو ہوتے

ہیں۔ چچا ناناں کے پاس طاقت ہے مگر عقل
 نہیں ہے۔“ شندوی نے یقین سے پھر ایسے
 ہی جواب دیا۔

”مقابلہ شروع کیا جاتے؟“ بادشاہ دیو نے زور
 سے چیخ کر کہا۔

اور شندوی اور ملک کے ساتھ ساتھ قائم دیو
 بھی دم ساڑھے اس عجیب و غریب منگے کو
 دیکھنے لگے۔

بادشاہ کا حکم سننے ہی ناناں دیو تیزی
 سے عامر کی طرف بڑھنے لگا۔

عامر بھی حکم سننے ہی سن کر کھڑا ہو گیا
 اسے بھی احساس تھا کہ وہ ایک بلا سے

مقابلہ کرنے والا ہے۔ مگر وہ بھید بہادری اور
 عقلمندی تو جوانی تھا اور اسے اپنے اللہ پر پورا

بھروسہ تھا۔ کہ اگر اس کی مدد نہ ملے تو
 وہ یقیناً ناناں کو شکست دے دے گا۔ کیونکہ

وہ جانتا تھا کہ اللہ اگر چاہے تو جلیا کے
 دشمنوں باز مڑا سکتا ہے اور پھر اللہ ہمت

کرنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ عامر بالکل غالی

دو تہ تھا۔ اس کو خیال آیا کہ اگر اس کے
ہاتھ کوئی سندھ میں تو وہ بھی آسانی سے اس
دلو کو مار گزرتا۔ مگر اب تو اسے خیال ہوا
اس سے زیادہ بڑے گاہ۔
چنانچہ جیسے ہی غافل دلو اس کے قریب
آیا، وہ چونکا ہو گیا۔

غافل دلو نے قریب آکر دلو سے بھینسا مارا
اس کا خیال تھا کہ وہ ایک ہی جھینٹے
عامر کو پکڑے گا۔ مگر اس کا خیال غلط
نکلا۔ عامر اس کے خیال سے کہیں زیادہ پرمک
نکلا۔ جیسے ہی غافل دلو نے بھینسا مارا، عامر
تیزی سے اسی جگہ سے اچھٹا اور پھر وہ
تیز دوڑتا ہوا تیر کی طرح دلو کی جڑوں پر
مانگوں میں سے نکل کر اس کی پشت پر آ
گیا۔ وہاں آکر اس نے پوری قوت سے اپنے
چیرے کی ٹھکر دلو کی پٹائی کی پھیل حوت مار
دی۔ مگر غافل دلو نے اسے بڑے دلو سے
اس ٹھکر کا کسی اثر ہوا تھا۔ البتہ عامر نے
اس طرح اس کے بھینٹے سے نکل جانے پر

مگر مڑا اور اس نے پھر جھٹ کر عامر
پکڑا چاہا۔ مگر اس نے ایک بار پھر وہی
دکھایا اور تیزی سے اس کی جڑوں پر
نکل کے درمیان سے نکل گیا۔ اس نے دلو کی
آکر ایک بار پھر دلو کی پشت پر ٹھکر

مارا۔ غافل دلو کی جھینٹ اب حوت پر چلی
پھر کی اس سے پناہ پھرتی پر تیزی سے
نکلے۔ ان کے تو خیال میں بھی جیسے
عامر اتنا پرمک ہو سکتا ہے۔
غافل دلو نے دوسری بار مڑ کر عامر کو پکڑا
بار اس نے بھی پھرتی سے کام لیا
اپنی دونوں مانگوں کو بڑھا دیا۔
عامر پھر ان کے سر پر اس سے نکل

مگر عامر بھی صورت حال جانپ گیا تھا۔ اس
جیسے ہی اس بار غافل دلو نے اسے پکڑا چاہا
اس نے ایک حوت پر گیا اور پھر تیزی سے
نوا میدان کے ایک کونے میں جا کر مڑا

خانان دو اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ بڑے
 تھم اٹھا ہوا بد ہی اس کے قریب پہنچ
 تھا مگر عامر اس دوران بجلی کی طرح
 میدان کے دوسرے کونے پر جا پہنچا تھا اور
 کو دوبارہ اس کے پیچھے دوڑنا پڑا۔ مگر جب
 وہ قریب پہنچا عامر دوڑ کر تیسرے کونے
 جا پہنچا اور خانان کو پھر اس کے پیچھے
 جب اتنے تھک رہا کہ ریل تیزی سے
 دوڑتا پڑا تو وہ لاپتہ لگا۔ اور اس کا
 تیز چلنے لگا۔
 اور عامر بھی یہی چاہتا تھا کہ خانان
 عرصہ تک چلتے اور پھر اسے شکست دینا
 ہو گا۔ چون جوں خانان دو عامر کے پیچھے
 چلتا تھا اس کا غصہ بھی بڑھتا جا رہا تھا۔
 تو وہ سوچ رہا تھا کہ ایک منٹ میں
 کو مار دے گا اور کہاں عامر اسے پورے
 میں دوڑاتا پھر رہا تھا۔
 بادلوں کو اور تمام دنیا جیت سے اس
 قریب لٹائیے کہ دیکھ سکتے تھے وہ عامر

کی اور پھرتی کی دل ہی دل میں ہار
 تھے اور شہزادی کی آنکھیں کھڑکی سے
 لگ گئی تھیں۔ کیونکہ اب اسے یہ
 جانتی کہ عامر نزدیک خانان رہا کہ کسی دکھی
 جاتے سے شکست دینے میں کامیاب ہو جائے
 جانتے دوڑتے اچانک عامر کو ٹھک رہا
 دھڑکے کی لگاسی پر گر گیا۔ خانان راج
 کے پیچھے دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کو
 دیکھ کر تیزی سے چلتا اور پھر دوسرے
 اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے اٹھا کر
 سر سے بند کر دیا۔ عامر اس دو کے چہرہ
 ایک چھوٹے سے کھونے کی مانند لگ رہا
 اب عامر کی موت یقینی ہو گئی تھی
 شہزادی نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں اور
 چہرہ خوشی سے پھل اٹھا۔
 خانان دو نے اسے سر سے بند کر کے پار
 سے زخمی پر دے دیا۔ اس کا چہرہ
 زخمی سے نکلا کر تھا ہی مر جانے کا

مگر وہ جیت سے ایک لمبے کے تھے
 رہ گیا۔ کیونکہ جیسے ہی مامریچے گرا، اس
 جا میں ہی مامریچے کی لکائی اور پھر یوں پھرنے
 کے بن کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس
 کے پیروں میں پہلے سے تھکے ہوں۔
 ہمارے مامریچے میں جتنا شک کا چھپتا
 تھا اس سے اسے اتنے بڑی سے مامریچے
 آپ کو بھلا غیب آتا تھا۔ اسی سے اس
 مامریچے کی ترکیب کی اور مامریچے کا کہ جب وہ
 گرا تو فوراً ہی سیدھا ہو گیا۔ اس ترکیب سے
 اسے کوئی جھٹ نہ لگتی تھی۔ اگر وہ اس
 مامریچے کا کہ پیروں کے بن نہ گرا تو یہ
 اس کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں اور وہ فوراً ہی
 جاتا۔ سیدھے جوتے ہی مامریچے کر جاتے
 اور پھر اس نے پیچھے کی طرف اپنی جگہ سے
 چھوٹک لگائی اور پھر ہی توت سے اچھل کر
 ٹانگوں وہ کے مٹنے پر ہی توت سے
 مامریچے۔
 مامریچے کی اس اچانک ٹوٹ کا اتنا اثر ہوتا

کہ ٹانگوں اس مامریچے سے ٹوٹ کر پھرنے لگا
 مامریچے مامریچے کی مامریچے کی مامریچے
 ایک بار پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
 اس کی اس بے پناہ جرات پر تمام مامریچے
 خوشی سے تھیں۔ بھائی شروع کر دیں۔ مامریچے
 تو بادشاہ کو بھی اس کی پھرتی اور چھلک
 تک جوتا پڑا۔
 ٹانگوں وہ کو مامریچے کی اس حرکت پر بے پناہ
 غصہ آیا۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی
 سے مامریچے کی طرف بھٹا۔ اور مامریچے تیزی
 سے زمین پر گر پڑا۔ اور پھر مامریچے کی طرف
 تیزی سے بھٹتا ہوا ٹانگوں سمت میں چل گیا۔
 ٹانگوں وہ جس نے پوری قوت سے مامریچے
 مارا تھا۔ اپنا آواز نہ دے سکا۔ اور سنبھلتے
 سنبھلتے ہی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔
 مامریچے نے دیکھتے ہی پھر تیزی دھکی مٹی۔ اگر
 اسے فوراً ہی مامریچے کی مامریچے کے
 جسم کے نیچے آ جاتا تو جیتا مر جاتا۔ مگر وہ
 ریچ کر ایک دن ہو گیا تھا اور پھر جیسے

مگر وہ بیت سے ایک لمبے کے لئے کھڑی
 رہ گیا۔ کیونکہ جیسے ہی عامر نیچے گرا۔ اس
 ہوا میں ہی تھوڑی کھانسی اور پھر یوں پھوٹ
 کے بن کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس
 کے پیروں میں پہرنگ لگے ہوں۔
 براہِ اصل عامر سکول میں جتنا تنگ کا پیچھے
 چکا تھا اس لئے اُسے جلدی سے گر کر
 آپ کو بچاؤ خوب آتا تھا۔ اسی لئے اس نے
 جتنی ترس کی اور تھوڑی کھانسی کا کر جب وہ نیچے
 گرا تو فوراً ہی سیدھا ہو گیا۔ اس ترس کی
 اسے کوئی جھٹ نہ لگی تھی۔ اگر وہ اس طرح
 تھوڑی کھانسی کے پیروں کے بل نہ گرا تو یقیناً
 اس کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں اور وہ فوراً ہی مر
 جاتا۔ سیدھے جوتے ہی عامر جھٹ کر اُٹھ کر
 اور پھر اس نے پیچھے کی طرف اپنی جگہ سے
 چھٹک لگائی اور پوری قوت سے اچھل کر
 خانان در کے مومے بیٹ پر پوری قوت سے
 ٹکڑا مار دی۔
 عامر کی اس اچانک ٹکڑا کا اتنا اثر ہوا

کہ خانان اس ٹکڑے سے زلزلہ کر دیجے ہو گیا اور
 مگر ٹکڑا مار کر پیچھے تھوڑی کھانسی کا کر گرا اور
 ایک بار پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔
 اس کی اس بے پناہ جرات پر تمام دیوئوں نے
 خوشی سے تائیاں بھائی شروع کر دیں۔ اور اب
 تو بادشاہ کو بھی اس کی پھرتی اور چالاکی کا
 نال ہونا پڑا۔
 خانان در کو عامر کی اس حرکت پر بے پناہ
 غصہ آیا۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی
 سے عامر کی طرف بھڑا۔ اور عامر اچانک تیزی
 سے زمین پر گر پڑا۔ اور پھر ساپ کی طرح
 تیزی سے رینگتا ہوا مخالف سمت میں نکل گیا۔
 خانان در میں نے پوری قوت سے عامر پر جھٹ
 مارا تھا۔ اپنا توڑاں قائم نہ رکھ سکا۔ اور سنبھلتے
 سنبھلتے جس اوزھ سے من زمین پر گر پڑا۔
 عامر نے رینگتے میں جید تیزی دکھائی تھی۔ اگر
 اسے زور بھی دیا ہو جاتی اور وہ خانان کے
 جسم کے نیچے آ جاتا تو یقیناً مر جاتا۔ مگر وہ
 رینگ کر ایک طرف ہو گیا تھا اور پھر جیسے

ہی خانان رو بیچے گا عام بیزی سے اٹھا
 اچھل کر خانان رو کی کمر پر چڑھ گیا اور
 اس کی کمر پر بڑی طرح کودنے لگا۔
 خانان رو کو یوں اچانک گرنے سے خاصی
 چوٹ آئی تھی۔ مگر وہ بھولا کر ایک جھکے سے
 اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عام جو اس کی کمر پر کود
 رہا تھا اچھل کر دور جا گیا۔ اس مرتبہ عام
 کو یوں اچانک گرنے سے خاصی چوٹ آئی تھی۔
 مگر عام ہانا تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی سستی
 دکھائی تو اس کی موت آنے میں کوئی پر
 نہیں لگے گی۔ چنانچہ وہ بھی اتنی بیزی
 سے اٹھ کھڑا ہوا۔

خانان رو نہیں کیا ہو گیا ہے۔ ایک چھوٹا
 بھی مندرے تار میں نہیں آ رہا۔ بادشاہ نے
 جب یہ حالت دیکھی تو غصے سے چرخ اٹھا
 خانان رو ڈانٹ سی کہ ہاں اور پھر بھلی کی
 سی بیزی سے عام کی طرف بھاگا۔ اس بار اس
 کا انداز بھید خطابک تھا۔ عام اس کو اپنی
 طرف دھڑا دیکھ کر ہٹا اور پھر پوری بیزی

سے میدان کے کنارے کی طرف دوڑا۔

اب آگے آگے عام دوڑ رہا تھا اور اس
 کے پیچھے خانان رو پوری رفتار سے دوڑتا ہوا
 رہا تھا۔ اب سب رو بڑی حیرت سے اس
 کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مگر اس
 کے ساتھ ساتھ ہی وہ سب عام کی پڑائی
 پر افسوس بھی کر رہے تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم
 تھا کہ جیسے ہی میدان ختم ہو گا آگے عام
 کے لئے راستہ بند ہو جائے گا اور خانان رو
 اسے پکڑ لے گا۔ اور انہیں یقین تھا کہ اس
 بار اگر عام خانان کے پیچھے چڑھ گیا تو یقیناً
 وہ اسے کچا ہی چبا جائے گا۔ اور جیسے ہی
 میدان ختم ہو گا یقیناً ایسے ہی ہو گا۔

عام دوڑتے دوڑتے میدان کے کنارے کے قریب
 پہنچ گیا تھا۔ اب وہ یں قریب ہی آگئی
 تھیں جن پر وہ بیٹے ہونے لگے۔ یہ بزمیاں
 اس بڑے شہنشاہ کی بنی ہوئی تھیں اور بید
 مہبوط تھیں۔

اب خانان دیو عام کے باہل قریب پہنچ چکا
 تھا۔ کیونکہ عام جتنی دور دس قدم اٹھا کر
 پہنچا خانان دیو ایک ہی قدم اٹھا کر اٹھا
 حاصل کر لیا۔ اب عام کے پچڑے جانے
 میں چند لمحوں کی دور رہ گئی تھی۔ شہزادی
 نے قوت سے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ
 اب اسے یقین ہو چکا تھا کہ عام کے پچڑے
 کی کوئی صورت باقی نہیں رہ گئی تھی۔
 عام جیسے ہی دیوار کے قریب پہنچا وہ آسانی
 تیزی سے ایک طرف مڑ گیا۔ اور اس کے پیچھے
 خانان دیو جو پلیدی رفتار سے جاگا چلا آ رہا
 تھا اپنے بھاری بھر کم جسم کی وجہ سے آسانی
 تیزی سے نہ مڑ سکا اور نہ ہی اپنے آپ
 کو اپنا رک سکا۔ چنانچہ وہ پلیدی قوت سے
 ایک زبردست دھماکے سے پتھروں کی بنی ہوئی
 منصوبہ بنیسیوں کے ساتھ ٹکرا گیا۔ دھماکے کے
 ساتھ ساتھ خانان دیو کے منہ سے ایک زبردست
 چیخ نکل گئی۔ اس کا سر پلیدی قوت سے پھرنی
 دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اور اس کے سر سے خون

کا فوارہ سا چھوٹ پڑا۔ اس کا سر چھٹ گیا
 تھا اور وہ الٹ کر میدان میں گر گیا۔
 دھماکے کی آواز سن کر شہزادی نے آنکھیں کھولیں
 تو اس نے بڑی حیرت سے دیکھا کہ عام تو
 ایک طرف کھڑا بڑی معصیت سے ہنسیں جھپکا
 رہا تھا اور خانان دیو زمین پر چت پڑا ہوا
 تھا۔ اور اس کے سر سے خون کا فوارہ
 سا ابل رہا تھا۔

بادشاہ، ملکہ اور تمام دیوبے اعتبار اٹھ کر
 کھڑے ہو گئے۔ ان کی سمجھ میں ہی نہیں آیا
 تھا کہ یہ سب کچھ اپنا کس کیسے ہو گیا۔ مگر
 وہ دیکھ رہے تھے کہ دس ہاتھوں کا جسم کھینچ
 والا خانان دیو زمین پر زخمی پڑا ہوا تھا۔
 اور آدم زاد جس پر وہ ہنس رہے تھے باہل
 ٹیک ٹھک ایک طرف بڑے اطمینان سے
 کھڑا تھا۔

خانان دیو اس اپناک چوٹ لگنے سے چند
 لمحوں تک تو زمین پر گھر کے بل بیٹھ رہا
 حرکت پڑا رہا۔ پھر اس نے ایک جھرمیری لی

دوسرے نے وہ تیزی سے اتر کھڑا ہوا۔ مگر چون
کا صدر ابھی تک باقی تھا۔ اس لئے وہ کھڑے
کھڑے دکھڑا رہا تھا۔ اس کے سر پر سے ابھی
تک تیزی سے خون نکل رہا تھا اور اب تو
اس کا پورا چہرہ خون سے بھر چکا تھا اور خون
تیزی سے اس کے لمبے چوڑے جسم کو رنگین
بناتا جا رہا تھا۔

ناناں دیو پہلے ہی انتہائی خوفناک تھا۔ مگر
اب وہی وہی مگر خون نے پوری کر دی تھی۔
اور اب تو وہ اتنا خوفناک ہو گیا تھا کہ
اس پر نظریں نہیں ڈالی جا سکتی تھیں۔

ناناں دیو چند لمحوں تک تو کھڑا جموتا رہا
پھر اس نے یکدم ایک زوردار چیخ ماری۔ اس
کی چیخ اتنی خوفناک تھی کہ چاروں طرف بیٹھے
ہوئے دیو بھی خوف کے مارے اچھل پڑے
پھر بھاگتا ہوا بھاگتے ہوئے کیا تصور تھا۔ ناناں
دیو کی خوفناک چیخ سن کر وہ خوف کے
مارے دکھڑا ہوا نیچے گر پڑا۔

ناناں دیو نے جب مامر کو یوں لا کھڑا کہ

نیچے گرتے دیکھا تو اس نے ایک اور زوردار چیخ
ماری اور پھر مامر پر جھٹ پڑا۔
اس سے پہلے کہ مامر اپنی جگہ سے اٹھا یا
کروٹ دھل کر ایک طرف ہوتا وہ کے خوفناک
چیخے تیزی سے اس کی طرف بڑھے۔ مامر نے
آخری لمحوں میں اپنے آپ کو پہچاننا چاہا تھا۔ مگر
اس بار وہ اپنے آپ کو نہ پہچان سکا اور
پھر ناناں دیو نے اپنے خون سے بھرے ہوئے
خوفناک ہاتھوں میں مامر کو دوسری بار اٹھا لیا
جیسے ہی ناناں دیو نے مامر کو اٹھایا۔ مامر
کے منہ سے بے اختیار ایک درد بھری چیخ نکل
گئی اور مامر کے ساتھ ساتھ شہزادی کی بھی چیخ
نکل گئی اور وہ بھی بیہوش ہو کر گر گئی کیونکہ
مامر کی موت کا اسے بیکھر صدر تھا تھا پلٹا
خون سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور بیٹھوں پر
بیٹھے ہوئے ہمیشہ دیو بھی جوش کے مارے اتر
کھڑے ہوئے۔ ان میں سے آسمان کے چہرے
اتر گئے تھے۔ کیونکہ انہیں شہزادی کی وجہ سے
مامر کے ساتھ ہمدردی ہو گئی تھی اور باقی آدمیوں

کے چھبے خوشی سے سرخ ہو گئے۔ کیونکہ ان کا سہولہ نامان دیو آدم زاد سے جیت گیا تھا۔ اس سے پہلے جب نامان دیو زخمی ہو کر نیچے گرا تھا تو انہوں نے سمجھا یا تھا ان کا بہادر سپہ سالار آدم زاد سے شکت کھا گیا ہے مگر انہوں نے دیکھا کہ ج کام نامان دیو کی بے پناہ طاقت نہ کر سکی وہ کام نامان دیو کی خوفناک دھمکی نے کر دکھایا تھا۔

نامان دیو نے جیسے ہی عامر کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا۔ عامر کے ہوش اڑ گئے۔ کیونکہ اس ہمارے نامان دیو کی گرفت اتنی سخت تھی کہ عامر کو اپنی ہڈیاں چنٹتی ہوئی ہڈی ہڈی سے لگی تھیں۔

نامان دیو نے عامر کو پکارتے ہی خوشی سے ایک زوردار نعرہ مارا اور پھر تیزی سے اُسے منہ کی جوت لے جانے لگا۔ اس نے اپنا غار منہ پہنچا کر طرح کھولا تھا اور اس کے خوفناک اور بڑے بڑے دانت چمک رہے تھے۔ وہ شاید عامر کو زندہ ہی چبا جانے کا فیصلہ

کر چکا تھا اور تھا بھی ایسا ہی۔ عامر تو اس کے لئے ایک ڈالے سے زیادہ قیمت نہیں رکھتا تھا۔

جیسے ہی عامر اس کے ہاتھوں پر اٹھا تھا اس کے منہ کے قریب گیا۔ عامر کو قدرے ہوش آ گیا۔ اس کے ذہن نے تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ اگر اس نے چند ہی لمحوں میں کوئی ترکیب نہ ڈالتی تو پھر اسے موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اس کے ذہن میں ایک اندکی ترکیب آ گئی۔ کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ نامان دیو کے سر پر جوت لگی تھی اور ماتھے کے اوپر ناما بڑا زخم تھا۔ جس میں سے ابھی تک خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس وقت نامان دیو کے جسم میں اس زخم سے زیادہ نازک اور نیکلیٹ وہ جگہ کوئی نہیں۔ اگر اس جگہ پر ہر پچھو جوت لگائی جائے تو شاید اس کی جانی بچ جائے۔ چنانچہ جیسے ہی نامان دیو اسے منہ

کے قریب لے گیا۔ عامر نے جس کے دونوں
ہاتھ آزاد تھے، پلہی قوت سے ایک زبردست
مکڑ ٹانگوں دیو کے زخم پر جما دیا۔ اگر ویسے
عامر ٹانگوں دیو کو مکڑیاں تو شاید اس پر
تھپی کوئی اثر نہ ہوتا۔ مگر اس وقت اس
بے چارے زخم سے ٹانگوں دیو کو بھی بے ہوش
تھپیٹ ہو رہی تھی۔ چنانچہ جیسے ہی عامر نے اپنی
دوہی قوت سے مکڑیاں عامر کی مٹھی میں
کے زخم میں گھسیٹیں گئی، اور اس کے ساتھ
تھپیٹ اور وہ کی ایک ایسی تیز بہر ٹانگوں یا
کے جسم میں اڑتی ہوئی گئی کہ بے اختیار اس
کے منہ سے ایک ہلکا سا جھنجھٹا جھنجھٹا اور
اس نے عامر کو تھپتھپاتا کر اپنا سر قائم کیا۔
تھپیٹ کی اتنی زیادتی کی بنا پر اسے شاید
عامر کا ایک لمحے کے لئے خیال بھی نہ رہا تھا
اور اسی لمحے نے عامر کی زندگی بچا لی۔ جیسے ہی
ٹانگوں دیو نے اسے جھٹکا وہ ایک جھٹکے سے
نیچے گرا۔ مگر اس نے اٹھ کر بھاگنے میں تھپی
کوئی دیر نہیں کی۔ کیونکہ کسی بھی لمحے ٹانگوں دیو

بوش آ سکتا تھا۔
عامر کا مکڑ چوڑا ہوا زخم کے درمیان میں
تھا اس لئے وہ اور زیادہ کھل گیا اور
اس کے زخم سے لڑی پلے سے بھی زیادہ
بڑی سے اپنے لگا تھا اور ٹانگوں دیو اپنا
سر پڑے کھڑا جھٹکا رہا۔ اس کے دماغ پر
تیزی سے اندھیرا چھا چلا جا رہا تھا۔
تو بے ہوش ہونے لگا تھا۔
بہد عالم، بہد عالم بوش میں آؤ، عامر پر
ہے؟ مکڑ نے جو شہزادی کے قریب پہنچی
تو سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ شہزادی
بجڑتے ہوئے کہا۔
اور شہزادی عامر کے بچنے کا سن کر غصا
تھا بوش میں آگئی۔ اسے یقین نہیں آ
تھا کہ عامر زخمی اور فتنے سے بھاگ
گئے ٹانگوں دیو کے ہاتھ پڑنے کے باوجود
بچ سکتا ہے۔ مگر جیسے ہی اس نے
تھپیٹ کی مٹھی میں اس کی آنکھیں سمیٹ سے
اپنی کی پہنچی وہ کہیں کیونکہ واقعی عامر

ایک طرف کھڑا تھا اور کانان دیو اپنی
دونوں بازوؤں میں پکڑے کھڑا جہوم رہا تھا
اس کی حالت سے ایسا معلوم ہو رہا تھا
کہ جیسے اب گرا اور اب گرا۔
یہ دیکھ کر امی جان عامر کی جانب
جیسے ہنسی گئی: شہزادی نے حیرت سے
پوچھا۔

اور مکہ نے اسے تمام قصہ بتا دیا۔
دیکھا میں نے کہتی تھی کہ آج وہاں
مقل خدہ ہوتے ہیں۔ اب آپ کو یقین
شہزادی نے خوشی سے سرخ ہوتے ہوئے
ہاں ہمارے عالم واقعی قہار انتخاب دیا
ہے۔ مکہ بھی عامر کی عقلمندی اور بہادری
خالی ہو چکی تھی۔

بادشاہ کی امیدوں پر مانی پڑ گئی تھا
وہ دوبارہ فوج پر بیڑہ لگایا تھا۔ مگر اس
امیدوں سے کہیں زیادہ چالاک، چرچا
مستند نکلا تھا۔ کانان دیو اگرچہ جہوم
کر جاتا تو وہ واقعی شکست کھا چکا تھا

اپنی قسم کے مطابق اسے تمام خطر عامر کا
خاتمہ بن کر رہنا پڑا۔
مگر کانان دیو جو کھڑا جہوم رہا تھا۔
ایک لمحہ تن کر سیدھا ہو گیا اس نے اپنے
سر سے ہاتھ ہٹاتے اور پھر ایک ہاتھ سے
اپنی آنکھوں پر جھیم جانے والا ٹون مارتا کیا
اس کا تمام جسم اب اس کے اپنے ٹون
سے رنگین ہو چکا تھا۔ شاید اس نے اپنے
دماغ پر چھا جانے والے اندھیرے پر توجہ
دیا تھا۔ کیونکہ بہر حال وہ ایک دیہات
اس کی قوت برداشت بھی انسانوں سے کئی گنا
زیادہ تھی۔

آنکھیں مارت کر کے اس نے انسانی ضعیف
نظروں سے دور کھڑے عامر کو دیکھا اور پھر
اس کے چہرے کے نقوش خوفناک حد تک
بگڑتے چلے گئے۔ وہ شاید اپنی آخری قوت
جمع کر کے عامر پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔
عامر بھی اسے جوش میں آتے دیکھ کر چوکا
ہو گیا۔ وہ اس خوفناک دیہ کی خوفناک قوت

برداشت پر بھی میری تھا کہ اتنا بڑا زخم
کھانے اور سیروں کے حساب سے خون نکل
جانے کے باوجود وہ ابھی تک ہوش میں
ہے۔ اور اسے یہ بھی پتہ تھا کہ اگر
اب وہ اس کے سچے چہرہ کی تو غافل
رہے ایک لمبے عرصے کے بغیر اس کی ہڈیاں
پھر رست گئی۔ چنانچہ جیسے ہی غافل دیا
اس کی طرف بڑھا وہ میدان کے کنارے
کی طرف بھاگنے لگا۔

مگر غافل دیر اب چوٹ کھا چکا تھا
اس لئے وہ عامر کے پیٹے والے دائرے
میں جھلک کر آیا تھا۔ چنانچہ وہ بڑی
جوشیلہ دی اور چوکنے لگی کہ ساتھ عامر
کے پیچھے اور رہا تھا۔ اس کے قدم دکھلا
رہے تھے۔ اس لئے اس کی رفتار میں
بھی زیادہ تیزی نہیں تھی۔ مگر پھر بھی
عامر اور اس کے درمیان فاصلہ کچھ نہ
کم سے کم ہوتا چلا جاتا رہا تھا۔ کیونکہ وہ
کے قدم عامر سے آگے چلا جاتا تھا۔ زیادہ بڑے

عامر نے سوچا کہ اس بار نئی ترکیب
استعمال کی جائے۔ وہ بات نہیں بنے گی
چنانچہ وہ میدان کے کنارے تک بھاگتا ہوا
آگیا۔ اب غافل دیر بھی اس کے قریب پہنچ
تھا۔ پھر جیسے ہی میدان ختم ہوا غافل
دیر نے اچانک جھپٹا مارا۔ مگر عامر پیٹے سے
دشیا۔ تھا اس لئے یکدم وہ بیٹھ گیا۔ اور
غافل دیر جو بڑی تیزی سے اسے گزرتے
کے لئے نیچے جھکا تھا جھکا کھڑکھڑا کر آگے
بڑھ گیا اور عامر اس کی ہانگوں کے
درمیان میں سے نکل گیا۔ دوسرے لمبے عامر
پہرتی سے اتر کھڑا ہوا۔ اور اس سے پہلے
غافل دیر سمجھا۔ عامر نے اچھل کر
پہلوئی قوت سے اپنی دونوں ہانگیں غافل
دیر کی کمر میں لٹک دیں۔ اور غافل دیر
آگے پیٹے کی لٹکائی توڑ کر کھو چکا تھا۔
لٹکائی جھٹکا لٹکائی کر اپنی باقی توڑیں بھی
لٹک جھپٹا اور پھر وہ اپنے پیٹے ہی وہ

کیا اور اس کا سر ایک بار پھر بڑے زور سے
بیشروں کے کندے سے نکل گیا۔

اور نکلے گاغان دیو کے لئے کاروبار
ثابت ہوئی کیونکہ نکلے گا کر وہ جیسے ہی
گرا زمین پر پڑا ہی رہ گیا۔ اس کا تمام
جسم ایک بار تڑپ کر بے حس و حرکت ہو گیا
وہ بیہوش ہو چکا تھا۔

اور عامر جس کے پاس کوئی ہتھیار بھی
نہیں تھا۔ اپنے سے ہزار گنا زیادہ طاقتور
اور بڑے دیو کو مقابلے میں صرف اپنی
پہرتی، جبت، دھسے، ہماروی اور اللہ کی مدد
سے شکست دے چکا تھا۔

گناں دیو کے بیہوش ہوتے ہی تمام دیو
اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب کے منہ سے
بے اختیار عامر زندہ ہار کے شریک نکلنے لگے
وہ سب عامر کی ہماروی کے دل سے قائل
ہو چکے تھے۔

بادشاہ کو بھی اٹھ کر عامر کی جیت اور
گناں کی شکست کا اعلان کرنا پڑا اور مانو

اس نے تمام دیوتوں کو یہ بھی بتا
کہ گناں دیو اپنی قسم کے مطابق اب
اسی عمر کے لئے عامر کا غلام ہو

رہا۔ کسی اب شہزادی بہادر عالم اس آجڑے
شادی کرے گی؟ ایک بڑے دیو
انہ کر پوچھا۔

ابھی صرف وہ شرطیں پوری ہوئی ہیں
کسی شرط باقی ہے۔ تیسری شرط کیسے پائی
جائے اس آدم زادے عامر کو کوہ قات کی
سب سے بڑی جادوگرانی چڑھیا کے جادو
کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اور یہ اگر چڑھیا کو
اپنی شکست دے دے تو پھر اس کی
شادی شہزادی بہادر عالم سے ہو جائے گی۔
نکلے گا یہ نوجوان جادو جانتا ہے۔ اسی
لڑنے کے دوسرے سوال کیا۔

اسے شائد عامر سے بہت زیادہ جلدی
نہیں تھی۔
نہیں نہیں معلوم، ہر حال یہ جادو جانتا ہے

یا نہیں، اسے جزیہ بادگرنی کا مقابلہ کرنا
پڑے گا: بادشاہ نے فیصلہ کر لیا جسے میں
اور دہلی کے تھے مقرر کیا۔

شہزادی خاتون دریا کی شکست کا اعلان
جوتے ہی بجائے جوتی میدان میں آئی اور ہر
بے اختیار عامر سے پٹ گئی۔
تم بھی بادشاہ کے لیے عامر تم نے
خونہ جوتے نے ایک ناکامی کام کر دکھایا
ہے۔ تم نے میرا سر پوسے کو وقت میں نہ
کر دیا ہے: شہزادی نے عامر سے سرگوشی کرنے
جوتے کہا: اس کا چہرہ خوشی سے پھٹا پڑا

ہیں: اللہ ہی کی مدد تھی کہ میں
سفر خاتون دریا کو شکست دے دی۔ وہ نہ بد
تے کیے تھے: عامر نے اسے اپنے آپ
سے غصہ کرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا کہ
اتنے دریاں ہیں شہزادی کا اس سے یوں نہ
پڑے اسے خرم آ رہی تھی مگر شائد کو وقت
میں اسے برا نہیں سمجھا بدلتا تھا: اس نے کسی

نے بھی خیال نہیں کیا۔
دیوڑوں نے آگے بڑھ کر زمین پر پڑے
ہوتے بیہوش خاتون دریا کو اٹھایا اور چلتے
اس کے محل کی طرف لے گئے، شاہی حکیم
جی وہاں پہنچ گئے تاکہ خاتون دریا کی
مرم چنی کر کے اور اسے برسر میں لائے
آؤ عامر ہم اپنے گھر میں نہیں:
شہزادی نے عامر کا ہاتھ پکڑتے ہوئے

کہا:
"ابھی تو ہمیری غلطی باقی ہے، اور میں
نہ جادو جانتا ہی نہیں، جیلا جادوگرانی
سے کیسے مقابلہ کروں گا: عامر نے کچھ
سہتے ہوئے کہا۔

"سب ٹھیک ہو جاتے گا عامر، مجھے
یقین ہے کہ تم ضرور جزیہ بادگرنی کو
جی شکست دے دو گے، پھر ہم تم شادی
کر لیں گے: شہزادی نے اس کا حوصلہ
برساتے ہوئے کہا۔

"اچھا انہ ایک ہے، دو ضرور میری مدد

کے گا۔ اور میں چڑھا ہوا گرنے کو بھی
 شکست دے دوں گا۔ مگر نے جیسے سے
 کام لینے ہوئے گا۔ اور وہ دونوں میدان سے
 نکل کر عات کی طرف چل پڑے۔

ماتن کو قتلے میں شکست کھاتے دوسرا
 ہو چکا تھا۔ شاہی حکیم اس کی بات
 مریم پتی کر رہے تھے۔ اور ان کی ہر
 اثر کرنے والی دواؤں کی وجہ سے
 اب ناغان دیو کا زخم بالکل ٹھیک ہو
 چکا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنے محل کے ایک
 خاص کمرے میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا
 کہ ایک دیو لازم اللہ دانی ہوا اس
 نے بڑے شہزادہ جیسے میں جھک کر

کہا۔
 حضور شہزادی بہار عالم اور اکمل اللہ طاقت

کی اہانت چاہتے ہیں۔
 ناکان دیو سے چمک پڑا اور
 میرے پاس سے کہا۔

انہیں میرے پاس لے آؤ۔
 اور لازم ہے کہ تیزی سے
 نکل گیا۔

شہزادی دیو بہد شہزادی بہار عالم اور
 نام گھر میں داخل ہوئے۔

ناکان دیو نے ان کے استقبال
 کرتے ہوئے شہزادی بہار عالم تیزی
 سے آگے بڑھ کر اپنے چہلے سے لپٹ
 گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل
 رہے تھے۔

مجھے اندوس ہے چھا جان آپ کو
 میرے لئے تکلیف اٹھائی پڑی۔ شہزادی
 بہار عالم نے ناکان دیو سے جواب ہو
 کر کہا۔

کوئی بات نہیں بہد عالم۔ ناکان نے
 اسے اپنے سے یلحد کرتے ہوئے

کہا۔
 نام جو قریب ہی غائبش کمر تھا۔ شہزادی
 کے یلحد ہوتے ہی بہت متواہد ہے
 بنا ہوا۔

مجھے ممان کر دیجئے چھا ناکان
 دیو میں نے گستاخی کی ہے۔ مگر کیا
 کروں شہزادی بہار عالم کے لئے مجھے یہاں
 کہ پڑا۔ نام نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر
 سائی مانگے ہوئے کہا۔

اسے نہیں نام میاں بہلا اس میں
 خدا کیا قصور ہے۔ تم سے شکست کھا
 کر میں زندہ تو ہوں۔ لیکن میں مرنا
 مجھے منہ آیا تھا۔ اگر تم شکست کھا
 جاتے تو شاید زندہ نہ رہتے اور مجھے
 اپنے اپنی بیٹی شہزادی بہار عالم سے
 فرزندہ رہنا پڑتا۔ ناکان دیو نے اس
 بات کو اپنے گلے سے لگاتے ہوئے
 کہا۔

اور نام اس کے گلے سے پٹا ہوا یوں

موس ہو رہا تھا جیسے کسی بہت بڑے
شہر سے کوئی چھوٹی چھوٹی چھوٹی ہوئی ہو۔
خانان دیو نے مامر کے سر پر محبت
سے ہاتھ پھیرا اور پھر اسے علیحدہ کر
کے چٹک پر بٹھا دیا۔ شہزادی بھی چٹک
پر ہی بیٹھ گئی۔

یہ سب قصور آتا جان کا ہے۔ انہوں
نے جان بوجھ کر یہ شرط لگائی تھی
انہیں پتا تھا کہ آپ مجھ سے کتنی
محبت کرتے ہیں۔ اور پھر انہیں یہ بھی
معلوم تھا کہ مامر آپ سے متقابل نہیں
کر سکے گا۔ انہوں نے سوچا کہ کہیں
آپ انہیں مامر سے میری شادی پر
جبور نہ کر دیں۔ اس لئے انہوں نے
یہ جال مچا دیا۔ شہزادی کو اپنے والد پر
غصہ آ رہا تھا۔

ایسے نہیں کہتے بیٹی۔ وہ تمہارے والد
ہیں۔ یہ شرطیں تمہارے والد نے نہیں
لگائیں۔ وہ تو تمہاری خوشی میں خوش

ہیں۔ اب یہ شرطیں شروع سے
ہی لگائی گئی ہیں۔ جب بھی کوئی شہزادی
کسی آدم زاد سے شادی کرنے پر اصرار
کرے۔ اسے یہ شرطیں ماننی پڑتی ہیں۔
اب تو اسے ہمیشہ کے لئے کوہ قاف
پہنچنا پڑتا ہے۔ دوسرا اس انتخاب کردہ
نوجوان کو اس وقت کے سپہ سالار سے
قابل کرنا پڑتا ہے۔ اور تیسرے اس
سریوں سے زندہ اور کوہ قاف کی سب
سے بڑی بادوگرنی چڑھانے کا مقابلہ کرنا پڑتا
ہے۔ آج تک کوئی نوجوان بھی دوسری شرط
نہیں جیت سکا۔ تیسری شرط تو ایک دن ہی
جیتیں تو شکر کرنا چاہیے کہ تمہارا مامر جید بادو
پر غنیمت ہے جس نے دوسری شرط جیت
لی ہے۔ گو غصے میں میں نے اسے شکست
دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور
اب تو میں اپنی قسم کے مطابق تمام
کے لئے مامر کا غلام بن گیا ہوں۔

۹۰
"نہیں چاہا آپ میرے بزرگ ہیں
میں بھلا آپ کو کیسے غلام کہہ سکتا
ہوں۔" عمر نے گویا کہا۔

"نہیں مگر میں، میں اپنی قسم سے مجبور
ہوں۔ یہ جہادی اہل سرفروشی ہے کہ تم
مجھے بزرگ سمجھتے ہو۔ اور اب تو میں
شعبہ خود بھی پسند کرنے لگا ہوں۔ اس
نے میں جہادی ہر مرحلے پر جھڑپوں
کروں گا۔" خانان دیو نے جواب دیا۔

"آپ کی جہاد ہے جناب، میں اسی سے
عالم آفرینا کا ایک تو آپ کی مزاح
پرسی کروں۔ اور آپ سے اپنی محنت کی
معافی مانگوں۔ دوسرے آپ سے یہ پوچھوں کہ
اب جہاد جہادوں سے ہیں کیسے متعلق
کروں گا۔" عمر نے کہا۔

اور شہزادی نے بھی کہا۔ "ہاں چاہا جان اس
کے مشفق تو ہمیں کوئی مشورہ دیں۔"
یہ تو سونے پرے گا، کیونکہ جہاد جہادوں
اپنے جہاد کی راہ ہے، اور اسے یہ بھی علم

کہ جس دن اس کے جہاد کو شکست
ملے، اس دن اس نے مرنے کا ارادہ
کے جہاد میں اتنی کمال ہے کہ صدیوں
اسے کوئی شکست نہیں دے سکا۔

خانان دیو نے بتلایا۔
"پھر تو بڑی مشکل ہے۔" عمر نے بڑی
بڑی سے شہزادی بہادر عالم کی طرف دیکھتے
کہے۔

شہزادی بہادر عالم بھی نظروں جھکاتے بیٹھی
تھی۔ وہ بھی شائد یوں سوچتی تھی۔
"تو دونوں یوں مت ہو۔ مجھے پوری
یہ ہے کہ عمر جہاد کو شکست دے
سکے گا۔" خانان دیو نے جو آنکھیں بند کئے
تھے، اب انہیں آنکھیں کھول کر کہا۔ اس
آنکھیں چمک رہی تھیں۔

وہ کہنے لگا۔ "عمر اور شہزادی بہادر عالم نے
بہت دقت کہا۔"

یہاں سے ہزاروں میل دور کوہ صوف
پر ایک بہت بڑی غار میں سلیم جہاد

ہوتا ہے۔ وہ جادو کے سلسلے میں صدیوں سے مشہور ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ میرا خیال ہے میں عامر کو لے کر وہاں جاتا ہوں وہ ضرور عامر کو کوئی ایسا جادو سکھا گا کہ یہ چڑیلا کا آسانی متبادل کرے گا۔ قاتل دیو نے ترکیب بھائی۔

نیک ہے۔ ہم دونوں چلیں گے؟ شہزاد بہادر عالم نے خوش ہو کر کہا۔

تہدی کیا ضرورت ہے بیٹی، میں اور بھائی آئیں گے؟ قاتل دیو نے اسے بھانپتے ہوئے کہا۔

نہیں چچا بھائی میں ساتھ ضرور جاؤں گی؟ شہزادی بہادر عالم نے منہ کرتے ہوئے کہا۔

اچھا بیٹی تم بھی ساتھ چلو۔ مگر جہیں ساتھ لے جانے سے پہلے میں تم ایک دھندلنا چاہتا ہوں؟ قاتل دیو نے عامر کی طرف بنور دیکھتے کہا۔

ہوکن سا دھند۔ عامر نے چونک کر پوچھا۔ دیکھو عامر میں کوہ قاف کے دروازوں کا سپہ سالار ہوں۔ میرا یہاں بہت رعب ہے۔ میں نے اس وقت قندری عظمیٰ اور چالاک کی کو لٹا انڈازہ لگایا تھا۔ اس نے میں نے ملک کے سامنے جدت

سیماں کی قسم اٹھا لی تھی کہ مگر تم مجھے شکست دے دو تو میں تمہارا غلام بن جاؤں گا۔ تم نے مجھے شکست دے دی ہے اور قسم کے لحاظ سے میں تمہارا غلام ہوں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ

میں میری بے عزتی ہے۔ تم جانتے ہو؟ شہزادی بہادر عالم سے مجھے کتنا پتہ ہے۔ کوہ قاف کی رعایت کے مطابق مجھے

سے لڑنا پڑا، اور مجھے خوشی ہے کہ تم جیت گئے۔ مگر اب تم میرے آقا بننے کی بجائے میرے بیٹے بن جاؤ۔ مجھے غلامی سے آزاد کر دو۔ تاکہ میں اپنے لئے اس دولت سے بچ جاؤں

خانان دیو نے بڑے مہجوانہ بیجے ہیں
 کہا۔ ٹھیک ہے چچا جان میں آپ کو اپنی ٹھکانی
 سے آواز کر رہا ہوں۔ مامر نے بڑے
 جوش سے بیجے میں کہا۔
 فکر۔ مامر اب تم فکر نہ کرو میں
 بر مشکل میں تمہارا ساتھ دوں گا۔
 خانان دیو نے انسانی خوشی سے بھرپور
 بیجے میں کہا۔

اب پور سامری کے پاس چلیں۔ ہمارے
 پاس دت بہت کم ہے اور ہم نے
 داپس بھی آنا ہے۔ خانان دیو نے اٹھتے
 جوتے کہا۔

اور پھر وہ عینوں محل سے باہر محل
 آئے۔
 اپنی آنکھیں بند کرو مامر۔ شہزادی نے
 مامر سے کہا۔

اور مامر نے آنکھیں بند کر لیں۔
 مامر کو غموں آجوا جیسے

اس کے قدموں کے نیچے سے غائب ہو
 گئی جو اور وہ شہزادی کا ہاتھ پکڑتے
 ہوا میں اڑ رہا ہو۔
 کافی دیر بعد اس کے ہر زمین پر
 دوبارہ ایک گھنٹے۔

آنکھیں کھول کر شہزادی کی آواز سنائی دی
 اور مامر نے آنکھیں کھول دیں۔ مامر یہ دیکھ
 کر حیران رہ گیا کہ وہ سب ایک آسانی
 خوبصورت اور سنہرت رنگ کے پہاڑ کے
 دامن میں کھڑے تھے۔

یہی کوہ عجب عجب ہے۔ بہت خوبصورت
 پہاڑ ہے۔ مامر نے خوشی سے اچھٹے جوتے
 کہا۔

اور پھر خانان نے ایک ہاتھ سے
 مامر کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے شہزادی
 کو سنبھالا اور پہاڑ کی چوٹی کی طرف
 اڑنے لگا۔ جلد ہی وہ سب پہاڑ کی
 چوٹی پر پہنچ گئے۔ پہاڑ کی چوٹی پر
 ایک بہت بڑا دروازہ تھا۔ جس پر ایک

ذرا سچے ہاتھ میں تلوار پکڑے کھڑا تھا۔
 "آؤ ناغان سامری تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"
 ذرا سچے نے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔
 اور پھر دروازے کی طرف اشارہ کیا۔
 دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اندر ایک
 بہت بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں
 پر مختلف بیست تک جانوروں کے سر لٹکے
 ہوتے تھے۔ بیشتر ذرا سچے جانوروں کے سر کھڑے
 تھے۔ ہال کمرے کے درمیان میں ایک بہت
 بڑا شیشے کا گولا پڑا ہوا تھا۔ اور
 اس کے پیچھے ایک عجیب و غریب قسم
 کا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے سر پر
 سرخ رنگ کے پتھار پکڑے کی نوکیلی
 ٹوپی پہنی ہوئی تھی اور جسم پر جب
 غریب قسم کا بنرنگ کا بادو پہنا
 ہوا تھا۔ وہ ایک آنکھ سے نکلا تھا۔
 اس کا چہرہ بے حد بیست تک تھا۔ تک
 اتنی مودی تھی جیسے کوئی بڑا سا فائر
 ہو۔

ناغان دیکھ میرے دوست، آئی کیسے
 ضرورت پڑی۔ دنیا کے سب سے بڑے
 شہر بادوگر سامری نے ناغان پر
 خوش آمدید کہتے ہوئے کہا۔
 تم جانتے ہو میرے دوست، تم سے
 تمہیں کیا چاہا ہوا ہے۔ ناغان نے ایک
 نئے پتھر سے بیٹھے ہوئے کہا۔
 تم ابھی بیٹھو۔ سامری نے مامو کو شہزادی
 کا خطاب جو کر کہا۔
 سامری جہیں چڑھتا سے پہاڑ۔ بہاری
 کو رو۔ شہزادی بہار عالم نے بڑے
 ہنسنے میں کہا۔
 میں جانتا ہوں شہزادی کو تم یہاں
 لائے آئی ہو۔ چڑھتا بہت بڑی جادوگر
 ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا کوئی آسان نہیں
 ہے۔ سامری نے جواب دیا۔
 سامری اگر تم بہاری کو رو کر تو میں
 اور چڑھتا کو مقابلے میں شکست دے
 گا۔ مامو نے بھی پہلی بار زبان

مکمل ہو۔
 تم بیکہ ہمارے لڑکے جو عامر ہیں
 چنانچہ سے تم نے ناکان دیو کو شکست
 دی تھی۔ اس نے مجھے بیکہ متاثر کیا
 تھا۔ میں اس گولے میں سے تم دونوں
 کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔ سامری نے ناکان
 کی طرف دیکھے ہوئے عامر کو جواب
 دیا۔

اور ناکان دیو نے مذمت سے اٹھیں
 جھکا لیں۔

کیوں خرمندہ ہو رہے ہو ناکان۔ اس
 میں تمہارا کوئی نقص نہیں تھا۔ تقدیر میں
 ایسے ہی کھٹا تھا اور تم تقدیر سے
 تو نہیں رو سکتے تھے۔ سامری نے
 اُسے ڈھارس بندھاتے ہوئے کہا۔

”دیکھو سامری جو ہونا تھا سو ہو گیا
 ہمارا عالم میری بیعتی ہے اور یہ عامر سے
 سے شادی کرنے کے بعد ہے۔ رواج
 کے مطابق شریں ہمیشہ کر دی گئیں

ہی شرط تو میں نے کوہ کمان سے ہمارے
 شہزادی کا قتلہ ہوا کر پوری کر دی
 دوسری شرط کے مطابق عامر کا مجھ سے
 مقابلہ ہوا۔ جس میں عامر جیت گیا۔ اس
 وقت یہ شرط بھی پوری ہو گئی۔ اب
 رہ گئی تیسری شرط۔ وہ ہے چڑھیا
 باورگرفنی کا مقابلہ۔ تو عامر اور چڑھیا
 کا کل مقابلہ ہے۔ یہ مقابلہ تمام کوہ کمان
 اور بادشاہ سب دیکھیں گے۔ اگر عامر
 نے چڑھیا کو مقابلے میں شکست دے
 دی تو شہزادی بہار عالم سے شادی کر
 سکے گا۔ چڑھیا کو اگر شکست ہونی تو
 تم جانتے ہی ہو کہ یہ اس کے لئے
 موت ہے۔ اس لئے اُس نے ہر قیمت
 پر زوردار مقابلہ کرنا ہے۔ اب تم ہم
 کی مدد کرو۔ اس طرف میری بیعتی کی
 خوشی پوری ہو جاتے گی۔ ناکان دیو نے
 سامری سے مخاطب ہو کر کہا۔
 سامری چند لمحوں تک کچھ سوچا۔ پھر

عامر کی طرف دیکھتے ہوئے بولا
 "تھیک ہے عامر، میں تمہاری مدد کے لئے
 تیار ہوں۔" سامری نے کہا۔
 اور پھر اس نے آسمان کی طرف ہاتھ
 اٹھایا۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے
 منہ کی بند کی اور پھر اسے عامر کے سامنے
 کھول دیا۔ سامری کی بدصورت سخی میں
 ایک انتہائی خوبصورت انگوٹھی چمک رہی تھی۔
 انگوٹھی میں سرخ رنگ کا ایک بڑا سا
 پتھر لگا ہوا تھا۔ اس پتھر میں سے تیز
 رنگ کی شکاریں نکل رہی تھیں۔
 انگوٹھی پہن لو عامر، اب چڑیل کا
 جادو تم پر آخر نہیں کرے گا۔ اس
 کے بعد وہ چلی چڑیل کو ختم کرنا۔ تو
 یہ منہ کی شکل پر منحصر ہے۔ وہ جادوگر کی
 کے علاوہ انتہائی چالاک، چار اور ذہین
 بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی چالاک کی
 سے تھلا خاتمہ کر دے۔"

سامری نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
 "تم نگر نہ کرو سامری، مجھے روت
 سے خطرہ تھا۔ باتیں میں اس
 جاسے سمجھ لوں گا۔" عامر نے سکرٹے
 نے کہا۔ اور پھر وہ انگوٹھی پہن

سامری نے سامنے پڑے ہوئے گولے
 ہاتھ پھیرا اور دوسرے لمحے وہ
 روشنی ہو گیا۔ گولے میں ایک انتہائی
 سی میٹر، سید، خوفناک شکل والی بڑیا
 کی نظر آئی۔

بڑیا کے گھٹے میں انسانوں اور جانوروں
 کی پڑیوں کا ہر پڑا ہوا تھا۔ عامر
 اسے دیکھ رہا تھا۔ بڑیا کی
 سامری چند سی آنکھوں میں بے پناہ چمک

تم نے عامر کو انگوٹھی دے کر
 نہیں کیا سامری۔ منہ کی اور سامری

کوئی دشمن نہیں تھی مگر اب تم نے
خود ہی دشمنی کا اتحاد کر دیا ہے۔ چڑیا
کی آواز گھر میں سنائی دی۔
سماں پر چڑیا سامری نے جواب میں ایک
زوردار غصہ لگایا۔
چڑیا تم جانتی ہو، مجھے کسی ایسے موقع
کی تلاش تھی کہ کوئی عقل مند اور چالاک
آدم زاد تم سے مقابلہ کرے اور میں اس
کی مدد کروں۔ تم نے میرے باپ کو
مقابلے میں لگا دیا تھا۔ اس دن سے میں
نے تم سے انتقام لینے کی قسم کھائی ہوئی
تھی۔ لیکن جاہلوں کے قانون کے مطابق
میں تم سے براہ راست مقابلہ نہیں کر
سکتا تھا۔ اس لئے میں نے انتہا کر
اب عام قمار سے مقابلے میں آیا ہے اور
میں اس کی بھرپور مدد کروں گا۔ مجھے
امید ہے کہ تمہارا اچھی طرح مقابلہ
کرتے ہوگا۔ سامری نے غصے سے پھنکاتے
ہوتے کہا۔

اور پھر گولے پر ہاتھ پیر کر اسے
چپک کر دیا۔
اب تم جاؤ عامر اور دیکھو ہر طرح
سے ہوشیار ہو کر چڑیا سے مقابلہ
کراؤ۔ وہ بے انتہا چالاک ہے۔ تم نے اگر
وفا سے بھی غافل نہ رہی تو وہ نہیں
وہیں ختم کر دے گی۔ سامری نے عامر
کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
تم بے فکر ہو سامری۔ میں اسے ہر
نیت پر ختم کر دوں گا۔ عامر نے
شزاوی بھار عامر کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔ اور پھر خانان دیو سمیت وہ سامری
کے قلعے سے باہر نکل آئے۔
خانان دیو نے ان دونوں کو اپنی
گھر پر لاوا اور پھر غنا میں لڑنے
لگا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز تھی اور
پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ پہنچ کر اتر گیا
میں شاہی قلعے کے سامنے پہنچ کر اتر گیا
اب تم جاؤ اور تھوڑا سا آرام کر لو

چڑھنے کے ساتھ منہ کے وقت نزدیک
آ کر ہے؟ غافل دیو نے عامر سے جواب
جو کر کہا۔

ٹھیک ہے اب میں منہ کے لئے تیار
ہوں؟ عامر نے جواب دیا، اور پھر شہزادی
بدر عالم کا ہاتھ پکڑ کر شاہی محلے میں
داخل ہو گیا۔ انگوٹھی اس کی انگلی میں
چمک رہی تھی۔

کود قات کا ایک بہت بڑا
میدان تھا اور چاروں طرف دیو اور
پریاں بھیجی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔
ایک طرف شاہی تخت بچا ہوا تھا۔
قرب پر بادشاہ اور ملکہ بیٹھے ہوئے
تھے۔ قریب ہی ایک بہت بڑی
کرسی پر غافل دیو بھی بیٹھا تھا۔
عامر سے محکمہ کمانے کے باوجود اس
کے رعب کا وہی عالم تھا۔ اور عامر
دیو بھی اس بات کو اچھی طرح جانتے
تھے کہ عامر نے اپنی عقل مندی اور
چالاکی سے غافل کو محکمہ دی ہے

ورنہ طاقت کے لحاظ سے آدم زار تو ایک
طرف ہے۔ دیو بھی اسے شکست نہیں
دے سکتے۔ اور آدم زار جیسی عقل اب یہ
کہاں سے لے آئیں۔
اتنے میں ایک شور مچ گیا۔ اور تمام
دیوؤں اور پریوں کے چہروں پر خوف کے
آئینے نظر آئے۔
چڑیلا جادوگر نے آ رہی ہے۔ ایک نے

اور پھر دیوؤں نے راستہ چھوڑ دیا۔ اور
پھر ایک انتہائی بڑھی ہوئی سینہ زنگ کا
بڑا سا چنر پہنے ہوئے میدان میں آ
گئی۔ اس کے کچلے میں انسانوں اور جنوں
کی کھوپڑیوں کا ڈر تھا۔ اس نے ایک ہاتھ
میں ایک گرز یا بہت بڑی بڑی اٹھائی
ہوئی تختی اور دوسرے ہاتھ میں ایک بہت
بڑی چھڑی چھڑی بھرتی تھی۔
میدان میں آ کر وہ سیدھی بادشاہ کے
سامنے آئی۔

سلام جو بادشاہ سلامت: چڑیلا جادوگر نے
کہا۔
بہنیں بھی سلام جو چڑیلا۔ کیا تم پوری
دن تیار ہو کر آئی ہو۔ تم نے اس
آدم زار کو ہر قیمت پر شکست دینی ہے
یہ کہ وہ میری بیٹی بہار عالم سے شادی
کر سکے۔ بادشاہ نے چڑیلا کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔

آپ بے فکر رہیں بادشاہ سلامت۔ اس
آدم زار کی لامٹ چند لمحوں میں آپ کے
سامنے پڑی ہو گی۔ چڑیلا نے بڑے غرور سے

اور صبر سے بیٹھتی رہی گئی۔ وہ اب
میر کا آنکھ نظر کر رہی تھی۔
موتورنی دیو بعد شادی بہار عالم اور
اسے بھی میدان میں داخل ہو گئے۔ تمام
نے بادشاہ سلامت کے سامنے آ کر بڑے
آپ سے سلام کیا۔ اور بولا۔
مجھے اجازت ہے بادشاہ سلامت کو میں

دورنہ طاقت کے لحاظ سے آدم زار تو ایک
طرف رہے دیو بھی اسے شکست نہیں
دے سکتے۔ اور آدم زار جیسی عقل اب دیو
کہاں سے لے آئیں۔

اتنے میں ایک شور مچ گیا، اور تمام
دیوتوں اور پریوں کے چہروں پر خوف کے
آثار نظر آنے لگے۔

چڑھیلہ جادوگر نے آ رہی ہے: ایک نے
کہا۔

اور پھر دیوتوں نے راستہ چھوڑ دیا۔ اور
پھر ایک انتہائی بوڑھی عورت سفید رنگ کا
بڑا سا چنر پہنے ہوئے میدان میں آ
گئی۔ اس کے کھلے ہیں انٹوں اور جنوں
کی کھوپڑیوں کا ہار تھا۔ اس نے ایک ہاتھ
میں ایک گرز فافا بہت بڑی ہڈی اٹھائی
دنی تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک بہت
بڑی چھڑی چھڑی ہوئی تھی۔
میدان میں آ کر وہ سیدھی بادشاہ کے
سامنے پہنچی۔

سلام ہو بادشاہ سلامت: چڑھیلہ جادوگر نے
کہا۔

جانتی ہیں بھی سلام ہو چڑھیلہ۔ کیا تم پوری
دن تیار ہو کر آتی ہو۔ تم نے اس
آدم زار کو ہر قیمت پر شکست دینی ہے
نہ کہ وہ میری بیٹی بہار عالم سے شادی
کر کے بادشاہ نے چڑھیلہ کو سمجھات
ہوتے کہا۔

آپ بے فکر رہیں بادشاہ سلامت، اس
آدم زار کی لاش چند لمحوں میں آپ کے
سامنے پڑی ہو گی۔ چڑھیلہ نے بڑے فخر سے
کہا۔

اور پھر چھڑی ہتھی چلی گئی۔ وہ اب
عالم کا انتظار کر رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد شہزادی بہار عالم اور
عالم بھی میدان میں داخل ہو گئے۔ عالم
نے بادشاہ سلامت کے سامنے آ کر بڑے
آپ سے سلام کیا، اور بولا۔
مجھے اجازت ہے بادشاہ سلامت کو میں

چڑھایا سے مقابلہ شروع کروں۔
 ہاں اجازت ہے! بادشاہ نے بڑے دھڑار
 لیے میں کہا۔

اور عامر چڑھایا کی طرف مڑ گیا۔ شنہادی
 بہار عالم مکہ کے پاس بیٹھ گئی۔
 تمام دیو اور پریاں بڑی حیرت سے
 اس مقابلے کو دیکھ رہے تھے۔

آؤ آؤ آدم زاد تمہاری موت میرے ہی
 ہاتھوں لکھی ہوئی تھی۔ بوڑھی جادوگرانی نے
 بڑے رعب دار لیے میں کہا۔

بوڑھی چڑھایا تم بہت دن زندہ رہ
 چکی ہو۔ اب تمہیں مرنا چاہیے۔ اور تمہاری
 موت میرے ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔ عامر
 نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

جیسے ہی وہ قریب پہنچا، جادوگرانی تیزی
 سے آگے بڑھی اور پھر اس نے چوڑی
 قوت سے ہاتھ میں پھڑا ہوا ٹھکی کا گرز
 اس کی طرف پھینک دیا۔ گرز ہوا میں
 اڑتا ہوا عامر کی طرف بڑھا۔ اس کی

دھنار بھیہ تیز تھی۔ اور عامر تیزی سے
 نیچے سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اگر
 عامر کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو
 جاتی، تو یقیناً گرز اس کے سر پر پڑتا
 اور ظاہر ہے عامر کا سر سینکڑوں ٹکڑوں
 میں تقسیم ہو جاتا۔

گرز سائیں کی آواز نکالتا ہوا آگے
 بڑھ گیا۔ اور عامر تیزی سے اٹھ کھڑا
 ہوا۔ مگر دوسرے لمحے وہ حیران رہ
 گیا۔ کیونکہ گرز آگے بڑھتے بڑھتے اچانک
 رگ گیا اور پھر پلٹ کر دوبارہ عامر
 کی طرف آنے لگا۔

ادھر چڑھایا نے دوسرے ہاتھ میں پکڑی
 ہوئی چھری پوری قوت سے عامر کی
 طرف پھینک دی۔ اب عامر درمیان میں
 محض کر رہ گیا تھا۔ ایک طرف سے
 گرز اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور
 دوسری طرف سے چھری اس کی طرف

آ رہی تھی۔ اگر وہ گرز سے بچتا تو
چھری اس کے جسم میں گھس جاتی اور
اگر چھری سے بچتا تو گرز اس کے
سر کو پاش پاش کر دیتا۔ اب اس کی
موت یقینی ہو گئی تھی۔

وہ حیران و پریشان دریاں میں کھڑا تھا۔
اور گرز اور چھری دونوں تیزی سے اس
کی طرف بڑھ رہے تھے۔ جادوگر کی
زوردار قہقہے سے پورا میدان گونج اٹھا
شہزادی نے خوف کے اسے آنکھیں بند
کر لیں۔

نامر اسی طرح کھڑا تھا اور ایک طرف
چھری اور دوسری طرف سے گرز دونوں
تیزی سے اس طرف بڑھ رہے تھے۔
اور پھر ایک جھپکنے کا فاسد رہ گیا
تو نامر یکدم اتنی تیزی سے زمین پر
جھپٹ گیا جیسے بھلی کوندہ گئی ہو۔ اور
دوسرے لمحے میدان ایک زوردار دھماکے
سے گونج اٹھا۔ چھری اور گرز ایک

دوسرے سے ٹکرا گئے تھے۔ ان کے ٹکرانے
سے زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ ان کے ٹکرانے
سے بھلی سی کوندہ اور پھر وہاں دھواں
اٹھا اور دوسرے لمحے وہاں نہ گرز تھا اور
نہ ہی چھری۔

”شاباش نامر شاباش تم نے اپنی
عقل مندی سے چیزبیل کا پہلا خطرناک وار
ضائع کر دیا ہے۔ یہ چھری اور گرز ٹکرانے
سے ابھی تباہ ہو سکتے تھے۔“ سامری
جادوگر کی آواز نامر کے کانوں میں
آئی۔ اور نامر تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا
سامری کی شاباش سن کر اس کی
ہمت بڑھ گئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ
بڑھیا کے چہرے پر پہلا وار ناکام
ہوتے دیکھ کر مایوسی سی چھا گئی
ہے۔

اب چیزبیل غالب ہاتھ نہتی تھی اس
کے دونوں ہتھیار ضائع ہو چکے تھے۔
نامر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

مگر دوسرے نے چڑھنا نہ ہوتا تھا اس کی طرف جھٹکا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ سے آگے سے شعلے نکل نکل کر عامر کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر چونکہ عامر کے ہاتھ میں سامری کی انگوٹھی موجود تھی اس لئے شعلے اس کے قریب جا کر رک جاتے۔ مگر بڑھنا چونکہ ابھی تک اپنا ہاتھ جھٹک رہی تھی اس لئے شعلے اس کے چاروں طرف پھیلتے چلے گئے۔ اب عامر شعلوں کے درمیان پھنس کر رہ گیا تھا۔ شعلے اب اور زیادہ بھڑکنے لگے تھے۔ مگر یہ آگ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی۔ مگر ان کی وجہ سے گرمی اتنی بڑھ گئی تھی کہ عامر کے جسم سے پسینہ بہنے لگا تھا۔ اور اب تو عامر کو اپنے چاروں طرف سولے شعلوں کے اور کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا اور شعلے تھے کہ مگر بڑھتے جا

رہے تھے۔ ان کی گرمی میں انسان ہوتا جا رہا تھا اور عامر کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ جہنم میں پہنچ گیا ہو۔ گرمی اتنی بڑھی کہ بے اختیار اس نے اپنے کپڑے اتارنے شروع کر دیے۔ اب اس کے جسم پر صرف ایک تیکڑا رہ گیا تھا۔ باقی تمام کپڑے اس نے آگ میں پھینک دیے اور پھر جیسے ہی کپڑے اس کے ہاتھ سے علیحدہ ہوتے ان میں آگ لگ چکی اور چند ہی لمحوں میں وہ راکھ ہو گئے۔ گرمی تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اب تو عامر کا دماغ پکڑنے لگا تھا۔ اس کے جسم سے بڑی طرح پسینہ بہ رہا تھا۔ اُسے نظر آ رہا تھا کہ اگر گرمی یوں ہی بڑھتی رہی تو وہ تھوڑی دیر بعد ہی اس گرمی سے مر جاتے گا۔ اب اس کے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی بچہ گرم ہو گئی تھی اور اس انگوٹھی کے نیچے اس کی انجلی کی کمال جلتے لگ

گئی تھی۔ اس نے بے اختیار وہ انگوٹھی اٹھی
 سے اتار لی۔ انگوٹھی اس حد تک گرم ہو
 چکی تھی کہ اس کی انگلیاں جلنے لگیں
 اس نے تڑپ کر انگوٹھی پھینکی جاہی۔
 مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں
 ایک خیال آ گیا اور وہ انگوٹھی پھینکتے
 پھینکتے وہیں رک گیا۔ اس نے سوچا کہ یہ
 سارا پکڑ صرف اس سے انگوٹھی اتروانے
 کے لئے چڑھایا نے کھلا تھا تاکہ وہ گرمی
 سے تنگ آ کر انگوٹھی اتار پھینکے گا اور
 دوسرے لمحے چڑھایا کا جادو اس پر چھا
 جاتے گا۔ اس نے انگوٹھی کو اپنے جسم
 سے ہٹنے والے پسینے میں ڈبو دیا۔ اس نے
 دیا انگوٹھی کو ٹنڈا کرنے کے لئے کیا
 تھا۔ مگر اس کا نتیجہ اس کے تصور سے
 بھی زیادہ حیران کن نکلا۔ جیسے ہی انگوٹھی
 ہٹے ہوئے پتھر پر اس کا پسینہ
 پتھر سے پانی کی ایک دھار پھوٹ
 نکلی اور پھر جہاں جہاں وہ دھار پڑی

آگ یوں بجھتی چلی گئی جیسے کبھی جل ہی نہ
 ہو۔ عامر نے انگوٹھی چادوں طرف گھمائی اور
 آگ بجھ گئی۔ آگ کے پوری طرح بجھتے ہی
 انگوٹھی میں سے دھار نکلتی بند ہو گئی۔ عامر
 نے تیزی سے انگوٹھی دوبارہ پہن لی۔ اب اس
 کے سامنے اس کے کپڑے بھی پڑے ہوئے تھے
 کیونکہ آگ کا جادو ختم ہو گیا تھا اس لئے
 کپڑے بھی دوبارہ آگئے۔ عامر نے بڑی پھرتی سے
 دوبارہ کپڑے پہن لئے۔ سب دیو اور پریاں جو یہ
 یقین کر بیٹھے تھے کہ عامر اس آگ میں جل
 چکا ہے عامر کو یوں صحیح سلامت کھڑا دیکھ کر
 حیران رہ گئے۔ بوڑھی جادوگرنی بھی بڑی حیرت
 سے عامر کو دیکھ رہی تھی، جس نے اس کا
 دوسرا دار بھی ناکام کر دیا تھا۔ عامر نے
 جادوگرنی کی اس حیرت سے فائدہ اٹھایا اور انسانی
 تیزی سے جادوگرنی کی طرف جھپٹ پڑا۔ اس
 سے پہلے کہ جادوگرنی کچھ کرتی عامر نے
 جادوگرنی کی گردن کے گرد اپنے دونوں ہاتھ
 جما دیئے اور پھر پوری قوت سے جادوگرنی کا

گھلا دبانے لگا۔
 جادوگر نے اس کے جسم کو پکڑ کر جب جوتا
 چاڑا اور پھر کچھ پڑھنا چاہا، مگر عامر نے بے حد
 عقلمندی کی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی جادوگر نے
 نے کچھ پڑھا، وہ ضرور بے بس ہو جائے گا۔ چنانچہ
 اچھا یہی ہے کہ جادوگر نے کو پڑھنے کا موقع ہی
 نہ دیا جاتے اور اس کا گھلا ہی دیا دیا جاتے
 چنانچہ وہ جادوگر کا گھلا زور سے دہاتا ہوا گیا
 جادوگر نے اپنا گھلا چھڑانے کے لئے عامر کے
 پیٹ پر رکھے بھی ملتے مگر عامر پر تو جوتوں چڑھ
 گیا تھا۔ وہ تو پاگل ہو گیا تھا۔ اس نے جادوگر
 کے گلے سے ہاتھ نہیں ہٹاتے۔ وہ بری طرح اس
 سے پٹ گیا تھا۔

شاہنشاہ عامر شاہنشاہ، یہ بوڑھی چڑیل خوب
 قابو آتی ہے۔ اس کا گھر دیا دو اسی طرح
 یہ مری کے گئی۔ ہرگز اس کا گھلا نہ چھوڑا
 سامری کی آواز عامر کے کانوں سے مکرانی
 اور عامر کے اہتوں میں اور زیادہ طاقت آگئی
 اس نے اب اہتوں کی پوری قوت لگا دی

مٹی اور پھر اس بوڑھی جادوگر کی زبان
 باہر نکل آتی۔ آنکھیں اٹپنے لگیں۔ اس کے
 چہرے پر بے پناہ تکلیف کے آثار ظاہر تھے
 اس کا جسم ترپنے لگا تھا۔ وہ اب شاید
 مرنے کے قریب تھی۔ اور پھر چند ہی لمحوں
 بعد اچانک اس کا جسم بے حس و حرکت ہو
 گیا۔ اسی لمحے ایک زوردار آندھی آئی۔ اور
 چاروں طرف دھج و پکار کی آوازیں آنے
 لگیں۔

”زندہ باد عامر، زندہ باد عامر، بوڑھی چڑیل
 مر گئی ہے۔ سامری کی آواز سنائی دی
 اور عامر بوڑھی کا گھلا چھوڑ کر اٹھ کھڑا
 ہوا۔“

جب آندھی ختم ہوئی تو سب نے دیکھا
 کہ میدان میں چڑیل جادوگر مری پڑی
 ہے اور عامر صبح سلامت کھڑا ہے۔
 سب خوشی سے غرتے مارنے لگے۔ بادشاہ جو
 عامر کی جرأت اور بہادری کا اب دل
 سے قائل ہو چکا تھا، اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے عامر کی نعت کا اعلان کر دیا۔

عامر اس کے سامنے جا کر جھک کر آداب بجا لایا۔

میرے قریب آؤ عامر، تم بیحد عقلمند، بیحد چالاک اور بیحد بہادر انسان ہو، مجھے خوشی ہے کہ میری بیٹی کا انتخاب بہت اچھا ہے۔ میں آج ہی تم دونوں کی شادی کر دوں گا۔ اور اس کے علاوہ اب میں بیٹی سے ناراض نہیں ہوں۔ شرط کے مطابق وہ رہے گی کہ وہ قاتل سے باہر۔ مگر جب چاہے تمہارے ساتھ کہہ قاتل آکر ہم سے مل سکتی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔

اور شہزادی خوشی کے مارے اپنی ماں سے پٹ گئی۔

پھر شام کو پورے کوہ قاتل میں جشن ہوا چاقاں کیا گیا۔ پر یوں کا رقص ہوا اور عامر اور شہزادی بہادر عالم کی شادی ہو گئی۔

عامر تم بیحد بہادر اور عقلمند ہو۔ میں تمہاری

دل سے تقدیر کرتا ہوں۔ جب بھی تمہیں میری ضرورت پیش آئے مجھے یاد کر لینا میں تمہارا کام کر دوں گا۔ خاقان دیو نے عامر سے کہا اور عامر نے اس فکر پر ادا کیا اور پھر رات شاہی محل میں گزارا۔ عامر اور شہزادی صبح واپس اپنے محلے میں آ گئے جہاں شہزادی کی کنیزیں اور ملازمین جشن منا رہے تھیں۔ وہ دونوں بیحد خوش و خرم رہنے لگے تھے ایک دن عامر کو اپنے بھائیوں کا خیال آیا اس نے بہادر عالم سے ذکر کیا اور بھائیوں سے ملنے کا ارادہ ظاہر کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو لاپنج کی نظر سے ہے اور اب وہ دونوں کوڑھی اور بھکاری بن چکے۔ وہ اپنی ساری دولت جوڑتے ہیں ہار گئے ہیں۔ بہادر عالم نے جواب دیا اور پھر اس نے ہاتھ عامر کے سامنے کر دیا۔ عامر نے اس کی ہتھیلی میں دیکھا شہر کے مختلف دو کونوں میں ان کے دونوں کوڑھی ہوتے پڑے ہیں۔ ان پر مکیاں بھینسا رہی ہیں۔ "گلزار کہاں ہے شہزادی؟" عامر نے پوچھنی سے "عود مر چکی ہے عامر، تمہارے بڑے بھائی۔"

اسے قتل کر دیا۔ کیونکہ اس کے نام کی جائداد
بیچ کر وہ خواہشیں چاہتا تھا۔ اس نے مخالفت
کی تو تمہارے بڑے بھائی نے اسے قتل کر دیا
اور پھر اس کی جائداد بھی جوتے ہیں ہاروی
شہزادی نے بتلایا۔

سلطانی اور ظالم آدمیوں کا یہی اسباب ہوتا ہے۔
عامر نے کہا۔

چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد اس
نے شہزادی سے کہا۔ "شہزادی میرے دونوں بھائی
ٹھیک نہیں ہو سکتے! آخر میرے بھائی ہیں۔"

"نہیں عامر تم ان دونوں کو ان کے حال پر
چھوڑ دو۔ ان کے لالچ اور بے ایمانی پر اللہ تعالیٰ
نے انہیں سزا دی ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ
سزا دے انہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔" شہزادی
نے جواب دیا اور عامر خاموش ہو گیا۔

چند دنوں بعد سامری جاوگر وہاں آیا اس نے
عامر کو بید مبارک باد دی اور پھر خوشی میں وہ
انگوٹھی بھی اسے بخش دی۔

"آپ بھی تمہیں میری ضرورت پڑے۔ اس

انگوٹھی پر ہاتھ رکھ کر میرا نام لے دینا
پہنچ جاؤں گا اور تمہاری پوری مدد کروں
سامری نے کہا۔ اور عامر نے اس کا
ادا کیا۔

شہزادی کے جوتے ہوتے عامر کو
ضرورت ہو سکتی تھی۔ شہزادی اور عامر
اس خوبصورت قلعے میں عیش و عشرت
گوارنے لگے۔ وہ بید خوش تھے۔ بے پناہ
طرح وہ دونوں خوش تھے اللہ تعالیٰ
سب کو خوش و خرم رکھے۔ آمین۔

ختم شد

اہم شایق لاتوری اہلہ یک سہ
سارے خان ہر لسم کے ناول کوئی پر مد
لہ بدلتی سکول جنونی (۱) ص ۱۲۷

جو انا لاہری ہستی اللہ بخش
عبدالرشید علی صاحبزادہ

- ☆ طلسمی نقارہ ☆ عمرو قید میں
- ☆ طلسمی نقارے کا دیو ☆ ٹارزن اور آدم خور قبیلہ
- ☆ ہرکولیس اور بے ہوش شہزادی ☆ ٹارزن اور خونی بھیڑیے
- ☆ وحشی ٹارزن ☆ خوبصورت شہزادی
- ☆ ہرکولیس اور سمندری محل ☆ عمرو اور شہزادی نور افشاں
- ☆ عمرو اور تاریک جنگل ☆ ٹارزن اور بے رحم وحشی
- ☆ زہریلے لڑکے ☆ بے ہوش شہزادی
- ☆ ٹارزن کے شکاری ☆ ٹھگ شہزادہ
- ☆ موم کا شہزادہ ☆ بزدل دیو
- ☆ ٹارزن اور خوفناک گوریلے ☆ عمرو جادو نگری میں
- ☆ عمرو اور حیرت محل ☆ عمرو اور پاگل جن
- ☆ عمرو اور بادشاہ موتی ☆ ایک دن کی بادشاہت
- ☆ عمرو اور جادو گر بوئے ☆ ٹارزن اور جادو گر وحشی
- ☆ شیطانوں کی بستی ☆ شعلہ پری
- ☆ ٹارزن اور کاغا قبیلہ ☆ ٹارزن اور جلاد وحشی
- ☆ عمرو پاگلوں کی بستی میں ☆ عمرو اور دیو محل

=====

یوسف برادرز - پاک گیٹ، ملتان

=====